عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۷ تا ۱۳/ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۹ تا ۱۵/ مئی ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۵۰

اسلام کے خلاف افتراء پردازی

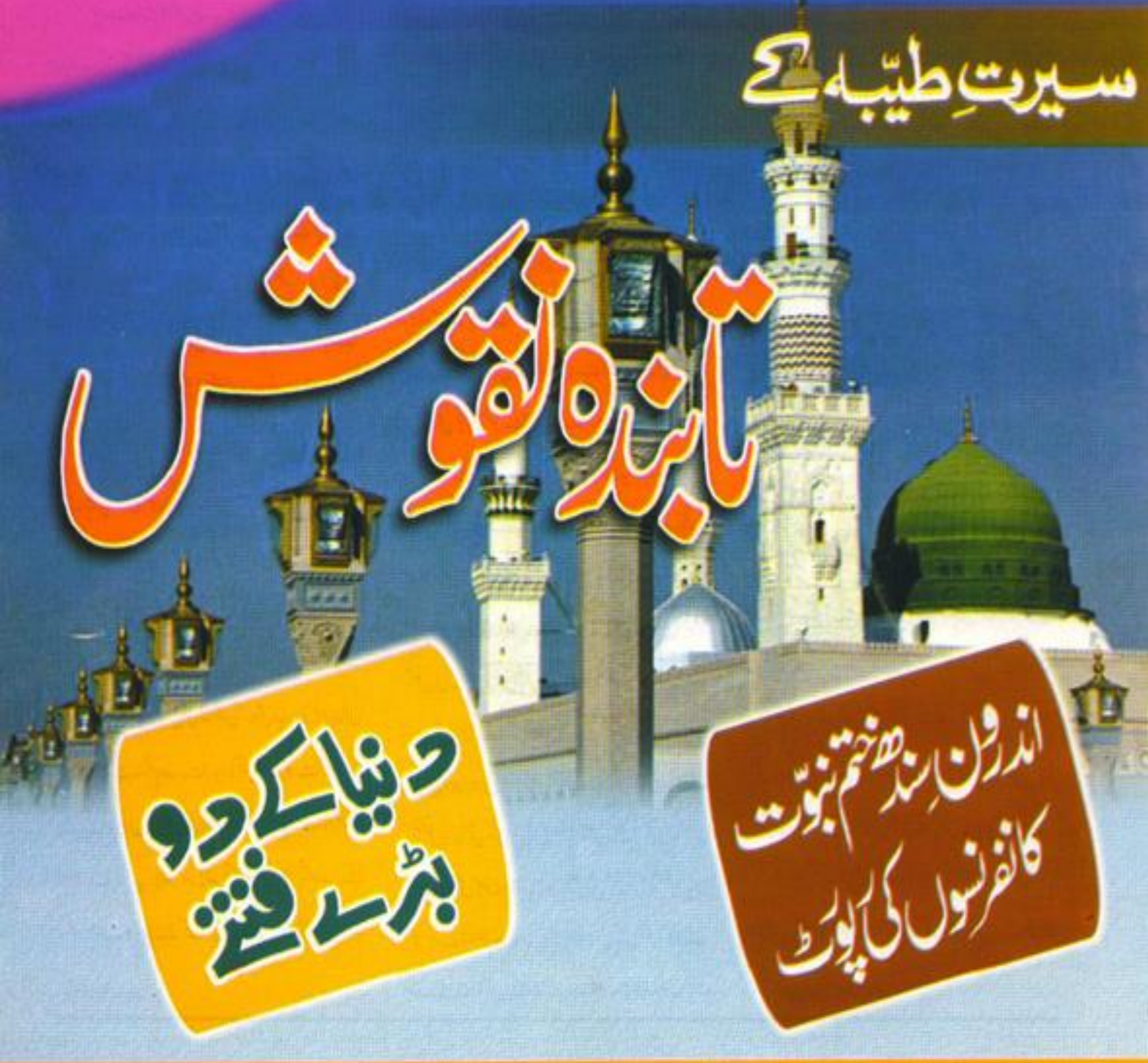

سیرتِ طیبہ کے تابندہ نقوش

دنیا کے دو بڑے فتنے

اندرونِ سندھ ختم نبوت کانفرنسوں کی رپوٹ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت:

س:...... آج کل جو لوگ گولی مار کر قتل کردیے جاتے ہیں ان کی میت کا اسپتال میں پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جسم پر کتنی گولیاں ماری گئیں؟ کہاں کہاں ماری گئیں؟

پوسٹ مارٹم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ میت کو مادر زاد برہنہ کرکے میز پر ڈال دیتے ہیں پھر ڈاکٹر آ کر اس کا معائنہ کرتا ہے۔ عورت مرد دونوں کا پوسٹ مارٹم اسی طرح ہوتا ہے۔ کیا شریعت میں یہ پوسٹ مارٹم جائز ہے؟ جب کہ میت کے وارث منع کرتے ہیں کہ ہم پوسٹ مارٹم نہیں کرائیں گے ایک تو ظلم کہ فائرنگ کرکے قتل کیا اور پھر ظلم قتل کے بعد پوسٹ مارٹم کے ذریعہ کیا جاتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج:...... پوسٹ مارٹم کا جو طریقہ آپ نے ذکر کیا ہے یہ صریح طور پر ظلم ہے اور اس کو فحاشی میں شمار کیا جاسکتا ہے اور جب ایک آدمی مرگیا اور اس کے قاتل کا بھی پتا نہیں تو اس کی لاش کی بے حرمتی کرنے کا کیا فائدہ؟ لاش وارثوں کے حوالے کردی جائے اور اگر لاش لاوارث ہو تو اس کی تدفین کردی جائے بہرحال برہنہ پوسٹ مارٹم حد سے زیادہ تکلیف دہ ہے خصوصاً جب کہ مردوں اور عورتوں کا ایک طرح پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ یہ چند در چند قباحتوں کا مجموعہ ہے گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس کو از روئے قانون بند کردے۔

جھوٹے حلف نامے کا کفارہ:

س:...... ایک مدت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں قرآن و حدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں:

میرا شمار ماہر ڈاکٹروں میں ہوتا ہے کچھ عرصے پہلے تک میں دین سے نابلد تھا تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا اس کے بعد سے میری دنیا بدل گئی۔ حرام حلال کا ادراک ہوا آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے اور آپ نے جس طرح دوراندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بنا کر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے لاہور کے جھوٹے ایڈریس لکھے اب آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی جھوٹے حلف نامے داخل کئے جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا نہ ہی داخلہ ملتا اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل و عیال کو حلال کمائی کھلا سکوں۔

ج:...... آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے ان کا آپ پر وبال ہوا جن سے توبہ لازم ہے جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔ جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور پر ڈاکٹر کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

گٹر کے ڈھکن کے نیچے اخبار لگانا:

س:...... گٹر کے ڈھکن سیمنٹ کے بنوا کر لگائے جاتے ہیں جب کہ سیمنٹ کے ڈھکن کے نیچے کی طرف اخبار چپکا ہوتا ہے اور اس کو اکھاڑنا بھی ناممکن ہوتا ہے ان اخباروں میں اکثر اللہ تعالیٰ کا نام اور آیات بھی ہوتی ہیں۔ کیا یہ آیات کی بے ادبی نہیں ہے؟ ان گٹر کے ڈھکنوں کے اوپر جوتے رکھ کر چلنا جائز ہے؟

ج:...... ایسے اخبار جن پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہو گٹر کے ڈھکن کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر
مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

شمارہ:۵۰ | ۷تا۱۳/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۹تا۱۵/مئی ۲۰۰۳ء | جلد:۲۱

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ 4
سیرت طیبہ کے چند تابندہ نقوش 6
(حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن)
عشق رسالت کا تقاضا 10
(مولانا محمد اکرم طوفانی)
اسلام کے خلاف افتراء پردازی 12
(مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء 14
(مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی)
دنیا کے دو بڑے فتنے 19
(حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری)
اندرون سندھ منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کی رپورٹ 22

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲_۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Tr
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Ka
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ (۳)

ایک اعتراض امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ میں یہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں نے سرکاری تعلیم گاہوں میں داخلہ کے مواقع پر اپنی مذہبی وابستگی کی بنیاد پر امتیاز برتے جانے کی شکایت کی ہے۔ یہ ایک لغو اعتراض ہے۔ پاکستان کے کسی تعلیمی ادارے میں آج تک ایسا کوئی مذہبی امتیاز پر مبنی واقعہ پیش نہیں آیا۔ ملک کے کسی اسکول‘ کالج‘ یونیورسٹی وغیرہ میں قادیانیوں سے کوئی تفریق نہیں برتی جاتی۔ کسی تعلیمی ادارے میں ایسا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا کہ فلاں فلاں طالب علم قادیانی ہے‘ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکاری یا غیر سرکاری تعلیم گاہوں میں داخلہ کے موقع پر کسی سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم قادیانی ہو یا مسلمان؟ اور نہ ہی کوئی قادیانی از خود ایسے موقع پر کبھی اپنے مذہب کا انکشاف کرتا ہے بلکہ قادیانی تو حتی الامکان اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں‘ اس لئے امتیاز برتے جانے کی شکایت سراسر ناروا ہے۔

رپورٹ میں تذکرہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو اکثر و بیشتر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ قادیانیوں پر تشدد کے واقعات پاکستان کے کسی حصے میں آج تک تو پیش نہیں آئے جن پر ”اکثر و بیشتر تشدد“ کا اطلاق کیا جاسکے۔ البتہ قادیانی غنڈوں کے ہاتھوں چناب نگر میں عام مسلمانوں اور علمائے کرام کے ساتھ بدسلوکی اور انہیں ہراساں کرنے کے واقعات عام ہیں اور یہ واقعتاً ”اکثر و بیشتر“ پیش آتے ہیں۔

ووٹر لسٹ فارم کے اجرأ کے موقع پر اس فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مبنی حلف نامے کو حذف کر دیا گیا تھا‘ جس کے خلاف عوامی سطح پر شدید احتجاج ہوا اور پوری پاکستانی قوم نے اس حلف نامے کی ووٹر لسٹ فارم میں شمولیت کا مطالبہ کیا۔ حکومت نے بروقت اس مسئلہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اس حلف نامے کی ووٹر لسٹ فارم میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اس جائز اقدام کو بنیاد بنا کر مذکورہ رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ اس دفعہ کو حکومت اور قادیانی مخالف مذہبی گروپوں نے قادیانیوں کو ہراساں کرنے کے لئے استعمال کیا۔ یہ اتنا بڑا الزام ہے کہ حکومت پاکستان کو بذات خود اس کی تردید کے لئے آگے آنا چاہئے۔ بھلا بتایئے کہ حکومت نے کب قادیانیوں کو ہراساں کیا ہے؟ آیا ایک واقعہ بھی ایسا پیش کیا جاسکتا ہے جس میں کسی مذہبی گروپ کی جانب سے قادیانیوں کو ہراساں کیا گیا ہو؟ حکومت یا مذہبی گروپوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ قادیانیوں کو ہراساں کریں؟ اس قسم کے بے سروپا الزامات عائد کرنے سے پہلے رپورٹ مرتب کرنے والوں کو کچھ تھوڑی بہت تحقیق تو کر لینی چاہئے تھی کہ یہ الزامات کچھ حقیقت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری رپورٹ تعصب کی قادیانی عینک لگا کر مرتب کی گئی ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ قادیانی‘ قانون کے تحت بعض پابندیوں کا شکار ہیں۔ یہ تو ایسی کوئی اہم بات نہیں تھی جس کو قادیانیوں کی مظلومیت پر دلیل بنایا جاتا۔ دنیا بھر کے بہت سے ممالک میں بلکہ خود امریکہ اور یورپ میں مسلمان بے تحاشا پابندیوں کا شکار ہیں۔ اگر قانون کے تحت بعض پابندیوں کا شکار ہونا مظلومیت کی دلیل ہے تو مسلمان دنیا کے سب سے بڑے مظلوم اور انہیں ان پابندیوں کا شکار بنانے والے دنیا کے سب سے بڑے ظالم ہیں۔

ایک الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ قادیانی مذہبی آزادی کے لحاظ سے پابندیوں کا شکار ہیں‘ جن میں ان کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی‘ مسلمانوں کے قبرستان میں ان کی تدفین پر پابندی‘ مذہب‘ تقریر اور اجتماع پر پابندی اور ان کے پریس پر پابندیاں شامل ہیں۔ آج تک کسی قادیانی عبادت گاہ کی بے حرمتی کا کوئی واقعہ پاکستان بننے کے بعد سے تو پیش نہیں آیا‘ اور پیش بھی کیسے آسکتا ہے کہ ملک میں کلیدی آسامیوں پر اور مقامی انتظامیہ میں اہم عہدوں پر تو قادیانی فائز ہوتے ہیں‘ بھلا ان کی حکومت میں ان کی عبادت گاہ کی بے حرمتی ممکن ہے؟ ہاں اگر وہ خود کروا دیں تو اور بات ہے‘ لیکن کسی عام مسلمان کی جانب سے اس کا تصور بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ رہ گئی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کی بات! تو قادیانی تو اپنے مردے چناب نگر میں واقع اپنے نام نہاد ”بہشتی مقبرے“ میں دفن کرتے ہیں‘ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں کیونکر ممکن ہے؟ اور ویسے بھی جب انہوں نے خود اپنے آپ کو ہر لحاظ سے مسلمانوں سے الگ کر لیا ہے تو

ختم نبوۃ

لامحالہ ان کی تدفین بھی مسلمانوں سے الگ ہونی چاہئے۔ اس پر کیا گیا اعتراض کسی بے عقل کے ذہن کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ یہی صورتحال مذہبی آزادی' تقریری آزادی' آزادی اجتماع اور پریس پر پابندیوں کے بارے میں بھی سمجھ لی جائے۔ قادیانیوں کو پاکستان میں اپنی عبادت گاہوں کے اندر عبادت کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے اور پاکستان کے آئین اور قانون نے قادیانیوں کی کسی عبادت پر پابندی عائد نہیں کی بلکہ انہیں دوسرے مذاہب کی عبادت کا مضحکہ اڑانے اور اس کا طرز اپنانے اور ان مذاہب کی مقدس شخصیات کی توہین سے روکا ہے' اور یہ اقدام بالکل درست ہے' اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مختلف مذاہب کے پیروکار قادیانیوں کو ان کی خباثتوں کے جواب میں کچا چبا جاتے' حکومت کا یہ اقدام تو قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے' اس پر اس قدر جز بز ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آزادی تقریر کی اجازت قادیانیوں کو نہ ہوتی تو پاکستان میں بھلا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کیونکر مشتعل ہوتے؟ یہ قادیانیوں کی اشتعال انگیز تقریریں ہی تو ہیں جو اسلام' مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف ملک میں نفرت کی آگ پھیلا رہی ہیں۔ انہیں پہلے تو کبھی نہیں روکا گیا لیکن اب ہر صورت میں روکا جانا چاہئے۔ قادیانی اجتماعات تبلیغ کی غرض سے منعقد کئے جاتے ہیں اور پاکستان میں قادیانیوں کو اپنی ارتدادی تبلیغ کی اجازت دینا ملک کو انتشار و انارکی کی راہ پر لگانا ہے کیونکہ قادیانی مذہب کا مرکز و محور یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جس قادیانی اجتماع میں بھی اس عقیدہ کو ماننے کی دعوت دی جائے گی اور اسے مدار نجات قرار دیا جائے گا' وہ اجتماع ملک کی اکثریتی آبادی کے مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے کسی بھی وقت امن وامان کا مسئلہ پیدا کر سکتا ہے۔ ویسے بھی یہ بات واضح ہے کہ کسی بھی مسلم ملک میں ارتدادی تبلیغ کی اجازت نہیں ہوتی۔ قادیانی پریس البتہ مکمل طور پر آزاد ہے بلکہ کھلے بندوں ملکی آئین اور قانون کا مذاق اڑانے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے میں مصروف ہے۔ قادیانیوں کے رسائل و جرائد اور اخبار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جس کی مغربی ممالک ان سے آرزو رکھتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ حکومت ان پر مکمل پابندی عائد کردے۔ نہ معلوم کن بنیادوں پر ایسا نہیں کیا جارہا۔ (جاری ہے)

قادیانی جماعت کو ''جماعت احمدیہ'' کہنا یا لکھنا توہین رسالت ہے

بعض ملکی اخبارات نے گزشتہ دنوں قادیانی جماعت کے حوالے شائع ہونے والی خبروں میں اسے ''جماعت احمدیہ'' لکھا ہے۔ قادیانی جماعت کو ''جماعت احمدیہ'' لکھنا سنگین غلطی ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کو ''احمدی'' کہنا بھی غلط ہے۔ ''احمد'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ کسی غیر مسلم گروہ مثلاً قادیانیوں کو اس مقدس نام کو استعمال کرتے ہوئے ''جماعت احمدیہ'' یا ''احمدی'' کہنا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس سنگین غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ اخبارات و جرائد اور میڈیا آئندہ اس سلسلے میں احتیاط سے کام لے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے سے پرہیز کرے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کردیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جاچکا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوۃ

سیرتِ طیبہ کے تابندہ نقوش

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حسب معمول آمنہ کالال' خدیجہ کا سرتاج' اللہ کا حبیب' غار حرا میں بیٹھا اپنی قوم کی حالت کو سوچ رہا تھا اور اپنی عادت کے مطابق عبادت الٰہی میں مشغول تھا کہ ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' فرشتہ نے آپ کو پکڑ کر سینے سے لگا کر اس قدر زور سے بھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تکلیف محسوس کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہا: پڑھ! پھر آپ نے وہی جواب دیا اور اس فرشتے نے وہی عمل دہرایا' تین مرتبہ اس طرح کیا' اس کے بعد فرشتے نے کہا:

"اقرأ باسم ربک الذی خلق"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

یہ پہلی وحی تھی' اس سے پہلے ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا' آپ ﷺ پر اس کا بہت اثر ہوا' آپ فوراً گھر چلے آئے حالت یہ تھی کہ وحی کی شدت سے آپ کے شانہ مبارک پر کپکپی طاری تھی' گھر پہنچتے ہی آپ نے کہا: مجھے اوڑھادو' مجھے اوڑھادو' وفاشعار بیوی نے فوراً آپ کو کمبل اوڑھادیا' جب سکون ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے معاملہ کی حقیقت دریافت کی' آپ نے تمام واقعہ بیان فرمایا کہ مجھے اپنے آپ پر ڈر محسوس ہو رہا ہے کہ میں کسی خطرے میں نہ پڑ جاؤں' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت سمجھدار تھیں' زمانے کے بہت سے نشیب و فراز سے واقف تھیں' وہ آپ کے اخلاق و عادات بھی جانتی تھیں' اس لئے انہوں نے فوراً کہا:

"ہرگز نہیں! خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں کرے گا' آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' رشتہ داری کا پاس و لحاظ کرتے ہیں' دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں' محتاجوں کے کام آتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں' راہِ حق کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔" (بخاری)

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سب ماجرا کہہ سنایا' انہوں نے تسلی دی کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

یہ ایک واقعہ ہے جو صحیح بخاری کے باب "کیف کان بدء الوحی" میں مذکور ہے' اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان خصائل حمیدہ کے ذریعے آپ کا تعارف پیش کیا ہے' احادیث میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں اپنوں اور غیروں نے آپ کی صفات عالیہ کو بیان کیا ہے۔

صرف یہ واقعات ہی نہیں بلکہ احادیث کا ذخیرہ تو سب کا سب آپ کی سیرت ہے' کیونکہ حدیث تو نام ہے آپ کی اداؤں کا' آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے حسین الفاظ کا' آپ کے دہن مبارک سے جھڑنے والے درمنثورہ کا' احادیث کے پڑھنے سے آپ کا عکس جمیل مکمل طور پر واضح ہو کر صاف و شفاف آئینہ کی طرح سامنے آجاتا ہے' آپ کا چلنا پھرنا' اوڑھنا بچھونا' ہنسنا رونا' آپ کی گفتگو' آپ کے گھریلو معاملات' ازدواجی زندگی' لین دین' کس موقع پر کیا کہا' کس موقع پر کیا کیا' آپ کی خوشی' آپ کا غم' آپ کی مدافعت' آپ کا اقدام' آپ کی صلح' آپ کی جنگ' آپ کا سفر' آپ کا حضر' آپ کے اخلاق' آپ کی عادات' آپ کے معاملات' غرض یہ کہ ایک ایک چیز احادیث میں محفوظ ہے' بلکہ حدیث ہی آپ کی سیرت ہے۔ احادیث سے صرف نظر کر کے آپ کی سیرت مرتب کرنا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے' یہاں سیرت مرتب کرنا مقصود نہیں بلکہ احادیث کی روشنی میں صرف چند واقعات

ایسے ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ کی صفات کا تذکرہ اللہ نے لوگوں کی زبان سے کرایا ہے' اور ان واقعات سے آپ کی عظمت' آپ کے ساتھ محبت و شیفتگی کا والہانہ لگاؤ' ظاہر ہوتا ہے' تمام واقعات کا احاطہ نہ ہو سکتا ہے اور نہ یہاں اس کی گنجائش ہے' صرف چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

''میرے متعدد نام ہیں: میں محمد بھی ہوں' اور احمد بھی ہوں' میرا نام ماحی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے' میں حاشر بھی ہوں کہ لوگوں کو میرے نقش قدم پر اٹھایا جائے گا' اور میرا نام عاقب بھی ہے اور عاقب وہ شخص ہے' جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (بخاری و مسلم)

آپ کے مشہور نام محمد واحمد ہیں' اسی مادہ سے ایک نام آپ کا محمود بھی ہے اور حامد بھی ہے' محمد کے معنی ہیں وہ شخص جس کی بہت تعریف کی گئی ہو' محمود کے معنی ہیں: جس کی ذات وصفات کی تعریف کی گئی ہو' احمد وہ ہے جس کی تعریف اگلے پچھلے سب لوگوں نے کی ہو اور اس کا ایک یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ احمد وہ ہے جو صاحب لواء حمد ہو' جس نے اپنے مولیٰ کی حمد وثنا اس اچھوتے اور نرالے انداز میں کی ہو کہ کسی ذہن و خیال کی رسائی اس تک نہ ہو۔

ماحی کے معنی مٹانے والا' تمام انبیا سابقین کی نسبت سب سے زیادہ آپ کے ذریعہ کفر وشرک کو مٹایا گیا' حاشر کے معنی جمع کرنے والا ہے' قیامت کے دن سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے' آپ کے بعد باقی لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے' عاقب کا مطلب ہے سب سے بعد میں آنے والا' جس کے بعد کوئی اور آنے والا باقی نہ رہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے بعد تشریف لائے' آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد واحمد ہوں' میں مقفی (تمام پیغمبروں کے بعد آنے والا) ہوں' میں نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔'' (مسلم)

نبی توبہ کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے ہاتھ پر لوگوں نے توبہ کی اور اپنی سابقہ زندگی سے بیزاری کا اظہار کیا' یا یہ مطلب ہے کہ آپ توبہ و استغفار بہت کرتے تھے' اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ آپ کی بدولت آپ کی امت کو یہ سہولت میسر ہوئی کہ اگر وہ پختہ عزم و یقین کے ساتھ توبہ کرلیں تو ان کی یہ توبہ بارگاہ خداوندی میں قبول ہوگی' جبکہ امم سابقہ کی توبہ صرف زبانی کافی نہیں ہوئی اور جب تک کوئی سزا ان کو نہ دی جاتی' ان کی توبہ قبول نہ ہوتی تھی' نبی رحمت تو آپ کی شان ہے' جس کا ظہور آپ کے ایک ایک عمل اور ایک ایک قول سے ہوتا ہے اور جس کی شہادت قرآن نے دی کہ ''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے' اس کے علاوہ بھی آپ نے مختلف اوقات میں اپنے متعدد نام بیان کئے' جو کتب حدیث وتفسیر میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

عطائے نبوت کے بعد جب آپ کو علانیہ تبلیغ کا حکم ہوا اور آپ نے دعوت عام کا سلسلہ شروع کیا تو وہ قوم جو آبائی تقلید میں اندھی ہو چکی تھی' جو کہ ایک طویل عرصہ سے توحید و صداقت کی آواز حق سے ناآشنا تھی' وہ قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اتر آئی' آپ پر اور آپ کے جاں نثاروں پر وہ ظلم وستم ڈھایا گیا جو ان کے بس میں تھا' جب مکہ کی زمین مسلمانوں پر تنگ ہوگئی تو کچھ مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کی' کفار نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور تعاقب کرتے ہوئے نجاشی کے دربار میں پہنچے اور ان لوگوں کی بازیابی کا مطالبہ کیا' نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان کے مذہب کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اسلام کا تعارف کراتے ہوئے کچھ یوں گویا ہوئے:

''اے بادشاہ! ہم سب جاہل اور نادان تھے' بتوں کو پوجتے اور مردار کھاتے تھے' قسم قسم کی بے حیائیوں میں مبتلا تھے' قرابتوں کو قطع کرتے تھے' پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے' ہم میں کا زبردست کمزوروں پر ظلم کرتا اور ان کے حقوق غصب کرتا تھا' اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا فضل فرمایا' ہم میں سے اپنا ایک پیغمبر بھیجا' جس کے اعلیٰ حسب ونسب سے ہم واقف ہیں' جس کی صداقت وامانت ہم میں مسلم ہے' جس کی عفت و پاکدامنی بے مثل ہے' اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ پتھر کے اصنام کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے کہا۔''

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں اسلام کی سچائی بیان کی اور پورے اسلام کا اجمالی خاکہ پیش کیا۔ اسی تقریر میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اجمالی تعارف پیش کردیا۔ آپ کے اعلیٰ حسب ونسب' آپ کی صداقت وامانت اور

آپ کی عظمت کا اعتراف ابوسفیانؓ نے قیصر روم کے دربار میں اس وقت کیا تھا' جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر قیصر روم کو نامۂ مبارک بھیجا اور اسے اسلام کی طرف بلایا' اور قیصر نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس خط کے بھیجنے والے کی قوم کا کوئی فرد آیا ہوا ہو تو اسے میرے پاس لاؤ' اتفاق سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ابوسفیانؓ پہنچے ہوئے تھے (یہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) قیصر نے ابوسفیانؓ کو اپنے قریب بٹھایا اور ان سے کچھ سوالات کئے' ان دونوں میں یہ مکالمہ ہوا:

قیصر: تم میں اس کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ ہم سب سے عالی نسب ہیں۔

قیصر: ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا دعوائے نبوت سے پہلے تم لوگوں نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے پایا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: ان کے پیروکار امراء و دولت مند ہیں یا غریب و نادار؟

ابوسفیان: اکثر غریب اور کمزور۔

قیصر: ان کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟

ابوسفیان: دن بدن زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

قیصر: کیا کسی شخص نے ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بدظن و بیزار ہو کر کبھی ان کے دین کو چھوڑا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا کبھی انہوں نے اپنے عہد یا معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کی ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا کبھی تمہارے ساتھ ان کی جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان: جی ہاں۔

قیصر: نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: جنگ کا پانسہ کبھی ان کی طرف اور کبھی ہماری طرف پلٹتا رہا' کبھی وہ غالب آتے' کبھی ہم۔

قیصر: وہ کیا تعلیم دیتے ہیں؟

ابوسفیان: ایک خدا کی عبادت کرو' کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ' نماز پڑھو' پاکدامنی اختیار کرو' سچ بولو' صلہ رحمی کرو۔

اس مکالمہ میں ابوسفیانؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبی شرافت' آپ کی صداقت' آپ کے ایفائے عہد کا اعتراف کیا اور اس وقت تک ابوسفیانؓ کے دل میں اسلام نے جگہ نہیں بنائی تھی' بلکہ ابوجہل کے بعد کفار کی سیادت اور قیادت انہی کے حصہ میں آئی تھی' احد' خندق وغیرہ میں ان کی سپہ سالاری میں کفار کی فوج نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا' ایسے شخص کا اعتراف آپ ﷺ کے شرف و فضل کی بہت بڑی شہادت ہے' اور ان ہی باتوں سے قیصر ہرقل نے یہ جان لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں اور اس نے اس کا برملا اظہار کیا' مگر اپنی حکومت و سلطنت کے چھن جانے اور اپنی رعایا کے مخالف ہو جانے کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے باز رہا' اور ہدایت و فلاح کا یہ سنہری موقع ہاتھ سے کھو بیٹھا۔

کفار اپنی انتہائی کوشش کے باوجود مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو نہ روک سکے اور اسلام کی روز افزوں اشاعت نے ان کو بوکھلا کر رکھ دیا' تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف یہ گہری سازش کی کہ عضل وقارہ کے کچھ لوگوں کو خدمت اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار کیا اور یہ تمنا ظاہر کی کہ کچھ لوگوں کو ان کے ساتھ بھیج دیا جائے' جو انہیں قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کو ان کے ہمراہ کر دیا' اس جماعت میں زید بن دثنہؓ خبیبؓ عاصم بن ثابتؓ بھی تھے' عاصم بن ثابتؓ کو ان کا امیر مقرر فرمایا' جب یہ حضرات مقام رجیع پر پہنچے تو ان کفار نے اپنے عمل سے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی اور غداری کرتے ہوئے بدعہدی کی' ان کے قبیلوں نے مسلمانوں کا گھیراؤ کر کے حملہ کر دیا' زید بن دثنہؓ اور خبیب بن عدیؓ کو گرفتار کر لیا گیا اور باقی سب شہید ہوئے' ان لوگوں نے زید بن دثنہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کو قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا' زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تاکہ اپنے باپ امیہ کے قتل کا بدلہ لے سکے' حرم کے باہر زیدؓ کو قتل کرنے کے لئے لے جایا گیا' قریش کے لوگ تماشائی کی حیثیت سے جمع تھے' عین قتل کے وقت ابوسفیانؓ نے زید بن دثنہؓ کو قسم دے کر پوچھا کہ تم یہ پسند کرو گے کہ تم آرام سے اپنے گھر میں رہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے بدلے قتل کر دیا جائے؟ زید بن دثنہؓ نے جواب دیا کہ مجھے تو یہ بھی

گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے اور تم قتل کی بات کرتے ہو؟ ابو سفیانؓ نے جواب سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے کسی کو کسی کے ساتھ اتنی محبت کرنے والا نہیں دیکھا۔ (سیرت ابن ہشام)

۶ ھ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو بہت گھبرائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مناسب خیال کیا کہ صورت حال کو واضح کر دیا جائے کہ ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں، کسی اور ارادہ سے نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا کہ جا کر صورت حال کی اطلاع دیں۔

ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے سرداران قریش سے بات کی اور ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے ببول کے درخت کے نیچے صحابہ سے بیعت لی کہ کوئی راہ فرار اختیار نہیں کرے گا۔ مسلمان بیعت کر رہے تھے کہ قریش کا قاصد بدیل بن ورقاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعا بیان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ قریش کو مشورہ دو کہ وہ کچھ مدت طے کر لیں، یہ طرفین کے لئے بہترین ہے اور اگر ان کو جنگ کے علاوہ کوئی صورت قبول نہیں تو میں اپنے معاملہ میں ان سے ضرور جنگ کروں گا۔

اس تجویز کو قریش نے بھی پسند کیا، عروہ بن

باقی صفحہ 11 پر

روضۂ مطہرہؐ سے سلام کا جواب

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ فتح پوری (دہلی) تحریر فرماتے ہیں: ”حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب انبہٹوی مرحوم مفتی مالیر کوٹلہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے، جن کو خدا نے علم ظاہری کے ساتھ تقویٰ اور طہارت باطنی کی دولت سے بھی نوازا تھا، صاحب سلسلہ بزرگ تھے اور تقریباً سو سال کی عمر میں اب (یعنی ۱۹۵۸ء) سے تقریباً ۱۵ سال قبل عالم آخرت کی طرف رحلت فرما ہوئے۔ اس خادم کو مرحوم سے شرف نیاز حاصل تھا، جب کبھی دہلی تشریف فرما ہوتے، اکثر و بیشتر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی تھی، چونکہ حضرت شیخ (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) سے بھی اس خادم کو شرف تلمذ حاصل ہے اس تعلق کے لحاظ سے مرحوم سے اثنائے ملاقات حضرت شیخ کا بھی ذکر آ جایا کرتا تھا۔ (اس دور کا ذکر کرتے ہوئے جب ہندو پاک تقسیم نہ ہوئے تھے مولانا مشتاق احمد مرحوم نے) فرمایا کہ:

”ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربار رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دوران قیام مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ امسال روضہ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا، ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو دربار رسالتؐ سے ”وعلیکم السلام یا ولدی“ کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔ مولانا مرحوم نے فرمایا: اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا، مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی ہے۔ دل تڑپ اٹھا اور اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تاکہ اس محبوب بارگاہ رسالت کی زیارت سے مشرف ہو سکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کر لوں۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنی کا فرزند ارجمند ہے۔ مرحوم نے فرمایا کہ سید صاحب سے ایک گونہ تعارف و تعلق بھی تھا۔ گھر پر پہنچا، ملاقات کی، اپنے اس دوست کے سعادت مند سپوت ہندی نوجوان کو ساتھ لے کر گوشۂ تنہائی میں چلا گیا، اپنی طلب و جستجو کا راز بتایا اور واقعہ کی تصدیق چاہی (اس نوجوان نے) ابتداً خاموشی اختیار کی، لیکن اصرار کے بعد کہا: ”بے شک جو آپ نے سنا وہ صحیح ہے۔“ یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد مولانا مرحوم نے فرمایا: ”سمجھے یہ ہندی نوجوان کون تھا؟ یہی تمہارے استاذ مولانا حسین احمد (مدنی)۔“ (نور اللہ مرقدہ)۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا

مولانا محمد اکرم طوفانی

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے باپ اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

اس طرح ایک دوسری روایت ہے کہ آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا: پہلی بات یہ کہ اس مرد مومن کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ محبوب ہو' دوسری بات یہ کہ وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے کرے تیری بات یہ کہ کفر سے نجات پانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر جانا اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔"

یہ اور اسی طرح کی کئی دیگر احادیث میں بھی اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ایمان کی مٹھاس کی بنیاد ایمان کی شیرینی رسول ﷺ کی محبت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی محبت کو ایمان کی دوسری شیرینیوں میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اس حقیقت کو اجاگر کر کے یہ روز روشن کی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ محبت رسول ﷺ ایمان کی جان ہے۔ چنانچہ اس اہمیت کو آپ ایک دوسری حدیث میں اچھی طرح واضح پا سکتے ہیں کہ جس میں آیا ہے کہ ایک دن سیدنا عمر فاروقؓ نے حضور علیہ السلام سے اسی محبت کے تذکرہ کے سلسلہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ سوائے میری جان کے' جو میرے دو پہلوؤں میں ہے' مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ! مجھے اس ذات کی قسم ہے' جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی بھی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں (اسے) اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں' یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی! اب آپ ﷺ میرے نزدیک میری اس جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں' جو میرے پہلوؤں میں ہے' یہ معقول جواب تھا جو واقعتاً حضورؐ کی شان کے عین مطابق تھا' جسے سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا' حضورؐ کے یہ ارشادات صحابہؓ کی اس مقدس جماعت کے سامنے تھے جن کو اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے بعد حضور ﷺ کے لئے چن لیا تھا ان کو فرمایا کہ میری محبت کی ترجیحات کے بغیر تکمیل ایمان ناممکن ہے۔ چنانچہ جب ہم اس مقدس جماعت کے عمل کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک ایک صحابیؓ اپنی محبت رسولؐ میں ممتاز نظر آتا ہے' اور غالباً اسی لئے تو میرے آقا نے فرمایا کہ خبردار (اگر ایمان لے جانا ہے) تو میرے بعد میرے صحابہ کو لعن طعن کا نشانہ نہ بنانا اور گارنٹی دے دی کہ جس ایک کے نقش قدم پر چلو گے ہدایت پاتے جاؤ گے۔ آپ دیکھیں کہ صحابہ کرامؓ کے ہاں عظمت رسول ﷺ کس درجہ کی تھی' حضرت عمرو ابن العاصؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کیں۔ دوسری حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپؐ سے زیادہ جلالت اور ہیبت والا نہ تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے' گویا کہ عمرو ابن العاص فرما رہے ہیں:

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا
دل ہو کہ جاں کیونکر تجھ سے عزیز رکھے
دل ہے سو چیز تیری جاں ہے سو مال تیرا

فتح مکہ کے دن جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے والد ماجد ابو قحافہ ایمان لائے تو حضور ﷺ کی ذات گرامی کو ان کے ایمان لانے پر جو خوشی ہوئی وہ آپؐ کے چہرۂ انور سے محسوس ہو رہی تھی لیکن قربان جاؤں سیدنا صدیق اکبرؓ کی اس ترجیحی محبت رسولؐ پر' وہ یہاں بھی قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو سبق دے گئے ہیں کہ ایمان کی تکمیل بغیر ترجیح ذات محمدی ﷺ کے ناممکن ہے' والد ایمان لے آنا ہر آدمی کے لئے ایسے اوقات میں خوشی اور طمانیت کا سبب ہوتا ہے اور اسی لئے حضور ﷺ نے صدیق اکبرؓ کے لئے بھی خوشی کا اظہار فرمایا' لیکن صدیق اکبرؓ نے آقا کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا کہ

ختم نبوۃ

یارسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میرے باپ کے اسلام لانے کی نسبت آپ کے چچا ابوطالب کا اسلام لانا (اگر وہ لے آتے) میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈا کرنے والا تھا۔ اس کو تو کہتے ہیں نسبت مصطفوی کی تکمیل کا اعلیٰ معیار' ترجیح محبت رسول ﷺ کا شاندار مظاہرہ اب ایک اور واقعہ بخاری شریف میں باب وفد بنی حنیفہ' حضرت ثمامہ جو اہل یمامہ کے سردار تھے ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ کی ذات گرامی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ (نعوذباللہ) آپ کے چہرے سے مبغوض نہ تھا اور آج جب ایمان کی دولت نصیب ہوئی تو آپ کے چہرۂ انور سے زیادہ کوئی چہرہ میرے نزدیک محبوب نہیں ہے' اب ایک اور واقعہ پر نگاہ ڈالیں اور نتیجہ خود نکال لیں کہ شریعت نے کتنے ٹھوس انداز میں ایمان کی تکمیل کی وجوہ اور اسباب بیان کر دیئے' پس صحابہ کرام حضور کو اپنی حقیقی خوشیوں پر ترجیح دے کر ثابت کر دیا کہ دین نام ہی حضور کی ذات کو ترجیح دینے کا ہے' مطلب صرف اس قدر ہے کہ ایک سو سال گزرنے کے باوجود ہزاروں مسلمان قادیانیوں کے مشروب اور ان کی اشیاء خرید کر جس طرح اپنی کم ظرفی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اپنی دولت کو مرزائیوں کے حوالے کر کے جس طرح بالواسطہ حضور کے دین کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں' ان کا کیا بنے گا؟ میں جو بار بار حضور سے ترجیحی بنیادوں پر محبت کا مظاہرہ پیش کر رہا ہوں' اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ترجیحی بنیادوں پر محبت کریں' یہ نہ ہو کہ زبان پر محبت کا دعویٰ ہو اور لین دین اور تعلقات قادیانیوں سے ہوں' اس وقت بڑا دکھ ہوتا ہے خصوصاً ایسے پڑھے لکھے لوگوں کو دیکھ کر جو قادیانیوں سے تعلقات استوار کئے ہوئے ہیں' شک بھی ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ لوگ حضور کے حق میں غفلت کی وجہ سے ایمان سے ہی محروم نہ ہو جائیں' اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو' اللہ ان کو محفوظ فرمائے۔ اس لئے کہ قادیانیوں کے گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاءؑ کی توہین کا جو ارتکاب کیا ہے اس کی مثال تاریخ انسانیت میں ملنا مشکل ہے اور خصوصاً مرزا نے یہ کہہ کر کفر کی تمام سرحدات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے کہ لوگو! میں محمدؐ ہوں اور رسول بھی' پھر اس کی نقل یوں کی ہے کہ قرآن مجید کی آیت لکھ کر جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا ہے' یہ کہتا ہے کہ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (نعوذباللہ) اب یہ جملے کہہ کر مرزا تاریخ کا سب سے بڑا کافر ہو چکا ہے۔ اب قادیانی خواہ اس کو مسیح موعود' مہدی' ولی' محدث کچھ بھی کہہ کر حیلے بہانے کر کے اس کے کفر کو چھپانے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں لیکن بات تو صاف ہے۔ مرزا ایسا لعین اور گستاخ رسول ہے کہ اس کو ادنیٰ گناہگار مسلمان سمجھنا تو کجا' اس کا وسوسہ بھی دل میں لانا تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا کفر ہے' مسیح موعود' مہدی یا ولی سمجھنا دور کی بات۔

مسلمان' قادیانیوں کے اخلاق کا بہانہ بنا کر ان سے لین دین' گفتگو کرتے ہیں اور ان کی مصنوعات مثلاً شیزان وغیرہ استعمال کر کے یا ان کے ڈاکٹروں سے علاج کروا کر ان کو جو فائدہ پہنچاتے ہیں' وہ بتائیں کہ یہ حضورؐ کے دشمنوں کے ساتھ تعاون اور دانستہ حضورؐ کے گستاخوں کو مفاد پہنچانا کہاں کا اسلام ہے؟ کیا یہ قادیانیت نوازی نہیں؟ کیا قادیانی نواز قادیانیوں سے زیادہ خطرناک نہیں ہیں؟ کاش کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ملی غیرت بیدار فرمائے اور قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

بقیہ تابندہ نقوش

مسعودؓ آپ اور آپ کے صحابہ کرام کے حالات کا جائزہ لینے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے پہنچا' وہ گفتگو کرتا جاتا تھا' اور کن انکھیوں سے حالات کا جائزہ بھی لیتا جاتا تھا' وہ واپس پہنچا اور اس نے رپورٹ دی کہ اے میری قوم! میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں' میں نے قیصر و کسریٰ کی شان و شوکت دیکھی ہے مگر کسی بادشاہ اور حاکم کے درباری اور مصاحب کو ایسا ادب و تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی کرتے ہیں' وہ جب تھوکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے' اور زمین پر گرنے نہیں دیتا اور اپنے جسم و چہرے پر مل لیتا ہے' وہ کوئی حکم فرماتے تو ہر شخص اس کی تعمیل کے لئے فوراً لپکتا' وہ وضو کرتے تو ان کے وضو کا پانی لینے کے لئے ہر ایک اس طرح ٹوٹ پڑتا کہ لڑائی کا خطرہ ہوتا' کوئی ان سے نظریں نہیں ملا سکتا۔ (بخاری)

بہت سے ایسے واقعات کتب احادیث میں ملتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا' آپؐ نے نہ مجھے مارا' نہ ڈانٹا' نہ جھڑکا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور کیوں نہیں کیا؟''

غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار صفات و خصوصیات کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اعتراف کیا اور ان کا برملا اظہار کیا' جس کی چند مثالیں ہم نے پیش کی ہیں۔ ☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

اسلام کے خلاف افتراء پردازی

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

دنیا کی بعض فرقہ پسند تنظیمیں سیاسی اغراض کے تحت اسلام کے خلاف جو افتراء پردازیاں کر رہی ہیں ان میں سے سب سے بڑی افتراء پردازی یہ ہے کہ اسلام ایک خونخوار مذہب ہے اور اپنے پیروکاروں کو خونخواری کی تعلیم دیتا ہے اور حیرت تو اس پر ہے کہ اس بہتان وافتراء کے ذریعہ اسلام کے صاف وروشن چہرے کو داغدار بنانے کی مذموم ونامراد سعی ایسے لوگوں کی جانب سے کی جارہی ہے جو خود امن وامان کے دشمن ہیں، جن کی تاریخ کے صفحات بے قصور مظلوموں کے خون سے رنگین ہیں، جب کہ اسلام پورے عالم انسانیت کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم دیتا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مخلوق وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ نیکی کرے۔''
(بیہقی)

''جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔'' (ترمذی)

بنظر انصاف دیکھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اسلام احترام آدمیت اور حرمت نفس کا سب سے بڑا داعی ہے، چنانچہ قرآن میں نیک بندوں کی صفات کے ضمن میں فرمایا گیا ہے:

''وہ اس جان کو جسے خدا نے محترم ٹھہرایا ہے، بغیر حق کے ہلاک نہیں کرتے۔''
(سورۂ فرقان)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

''کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے، بغیر حق کے ہلاک نہ کرو۔''

کون نہیں جانتا کہ اس تعلیم کے اولین مخاطب وہ لوگ تھے جو موہوم ذاتی اغراض کے تحت اپنی اولاد تک کو قتل کر دیا کرتے تھے، اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مزاج کی اصلاح کے لئے خود بھی ہمیشہ احترام نفس کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

احادیث میں کثرت سے اس قسم کے ارشادات پائے جاتے ہیں، جن میں بے قصوروں کا خون بہانے کو بدترین گناہ بتایا گیا ہے۔ بطور مثال کے اس موقع پر ایک حدیث پیش کی جارہی ہے:

''حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بڑے گناہوں میں بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور کسی جان کا قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا ہے۔''

پھر حرمت نفس کی یہ تعلیم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم تھی، جس کا لفظ لفظ ہر مسلمان کا جزو ایمان تھا، جس کی تعمیل وتنفیذ ہر اس شخص پر فرض تھی جو کہ اسلام کا قائل ہو، اس لئے ایک چوتھائی صدی کے قلیل عرصہ میں عرب جیسی خونخوار قوم کے اندر احترام نفس کا ایسا ملکہ پیدا ہو گیا کہ قادسیہ سے صنعاء تک ایک عورت تنہا سفر کرتی تھی اور کوئی اس کی جان ومال پر حملہ نہیں کرتا تھا۔ اقوام عالم کی تاریخ سے واقف جانتے ہیں کہ آج دنیا کے مہذب قوانین میں حرمت نفس کو جو درجہ حاصل ہے، وہ درحقیقت اسلام ہی کی دین ہے، ورنہ جس تاریک دور میں یہ تعلیم اتری تھی، اس میں انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں تھی۔

پھر آیت پاک میں ''الا بالحق'' کے استثناء سے یہ بھی واضح کر دیا کہ انسانی خون کی حرمت صرف اسی وقت تک ہے، جب تک اس پر حق نہ قائم ہو جائے اسے زندگی کا حق صرف اس کی جائز حدود کے اندر ہی دیا جاسکتا ہے، مگر جب وہ ان حدود سے تجاوز کر کے فتنہ وفساد پھیلاتا اور سرکشی اختیار کر کے حق پر دست درازی کرتا ہے تو اپنے خون کی قیمت خود کھو دیتا ہے، پھر اس کے خون کی قیمت اتنی بھی نہیں رہتی جتنی پانی کی ہوتی ہے۔

ہندو مذہب کے مشہور عالم ومقنن منو سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص ہماری عورتوں پر دست درازی کرے یا ہمارا مال چھینے ہمارے دھرم کی

ختم نبوة

بے آبروئی کرے تو ہم کیا کریں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے جفا کار انسان کو ضرور مار ڈالنا چاہئے عام اس سے کہ وہ گورو ہو یا عالم برہمن بوڑھا ہو یا نوجوان۔

قتل بالحق کا یہ قانون جس طرح افراد کے لئے ہے اسی طرح جماعتوں کے لئے بھی ہے افراد کی طرح جماعتیں بھی سرکش ہوتی ہیں اس لئے جس طرح افراد کو قابو میں رکھنے اور ظلم وتعدی سے باز رکھنے کے لئے خونریزی ناگزیر ہوتی ہے اسی طرح جماعتوں کی بدکاری کو روکنے کے لئے بھی جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے انفرادی اور اجتماعی فتنہ و فساد میں کوئی فرق نہیں ہے مگر کیفیت کے اعتبار سے عظیم الشان فرق ہے افراد کا فتنہ ایک تنگ دائرے میں محدود ہوتا ہے اور گز بھر زمین رنگین کرکے اس کا استیصال کیا جاسکتا ہے مگر جماعتوں کا فتنہ غیر محدود ہوتا ہے جس سے بے شمار انسانوں کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے اور اس کا استیصال خون کی ندیاں بہائے بغیر نہیں ہوسکتا' جنگ کی اسی مصلحت وضرورت کو قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو صومعے' گرجے' معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے' مسمار کردیئے جاتے۔" (سورۂ حج)

اس آیت مبارکہ میں صرف مسلمانوں کی مسجدوں ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ تین اور چیزوں کا بھی ذکر ہے یعنی صوامع' بیع اور صلوات۔ صوامع سے مراد عیسائی راہبوں کی خانقاہیں ہیں' مجوسیوں اور صابیوں کے عبادت خانے ہیں' بیع کے لفظ میں عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے کنیسے دونوں داخل ہیں' اس کے بعد صلوات کا ایک وسیع لفظ استعمال کیا گیا ہے' جس کا اطلاق عبادت الٰہی کے ہر معبد پر ہوتا ہے اور ان سب کے آخر میں مساجد کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عادل انسانوں کے ذریعہ ظالم انسانوں کو دفع نہ کرتا رہتا تو اتنا فساد ہوتا کہ عبادت گاہیں تک بربادی سے نہ بچتیں' جن سے ضرر کا کسی کو اندیشہ نہیں ہوسکتا۔

یہ ہے اسلام کا تصور جہاد اور نظریہ جنگ' اگر اسلام پر ایسی ہی خونریزی کا الزام ہے تو اسے اس الزام کے قبول کرنے میں ذرہ برابر بھی عار نہیں ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ اور کون ہے جس کا دامن اس ناگزیر خونریزی سے سرخ نہیں ہے؟ اس موقع پر مذاہب کا مقابلہ کرکے اس ناگزیر خونریزی کی ضرورت ثابت کرنے کی گنجائش نہیں ہے' ورنہ تفصیل سے بتایا جاسکتا ہے کہ دنیا میں موجود ادیان وملل اس ناگزیر اقدام پر متفق ہیں۔

اس ضروری جنگ کو دہشت گردی سے تعبیر کرنا یا اس کی وجہ سے اسلام کو خونریزی کا الزام دینا عدل و انصاف کا خون کرنا ہے۔ غرض اسلام اس وقت تلوار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے' جب اصلاح حال اور دفع ضرر کے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ باقی نہ رہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"دشمن سے مقابلہ کی تمنا مت کرو' بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت مانگو۔" (الحدیث)

اسلام کی نظر میں جنگ وقتال ایک ناگوار اور ناپسندیدہ چیز ہے' جس سے ہر انسان کو اجتناب کرنا چاہئے' لیکن جب اس سے بڑی معصیت یعنی ظلم و طغیان اور فتنہ وفساد پھیل گیا ہو اور سرکش لوگوں نے خلق خدا کے امن وراحت کو خطرے میں ڈال دیا ہو تو محض دفع مضرت کے لئے جنگ ضروری بلکہ فرض ہو جاتی ہے۔ اسلام کے اس تصور جنگ کا اصلی مقصد حریف مقابل کو ہلاک کرنا نہیں' بلکہ محض اس کے شر کو دفع کرنا ہے' اس لئے اسلام کا اصول ہے کہ جنگ میں صرف اتنی قوت استعمال کرنی چاہئے' جتنی دفع شر کے لئے ناگزیر ہو اور اس قوت کا استعمال صرف ان طبقوں کے خلاف ہونا چاہئے جو برسر پیکار ہوں' باقی تمام طبقات کو جنگ کے اثرات سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ جنگ میں نابالغ بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔ نیز امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا یہ مسئلہ ہے کہ نابینا' مجنون' اپاہج اور راہب (اور اسی حکم میں ہندوؤں کے پجاری وغیرہ بھی آتے ہیں) کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز اجیر' اور کاشت کار وغیرہ کو بھی قتل کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جنگ کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم" (سورۂ بقرہ)

تفصیل کے لئے حافظ ابن عبدالبر کی التمہید جلد ۶ اور ۲۳ دیکھی جائیں۔

اس آیت شریفہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس جنگ کا دائرہ صرف جنگ وجدال اور ظلم و عدوان کرنے والوں تک ہی محدود ہے' پھر یہ جنگجو لوگ اگر مائل بہ صلح ہوں تو اسلام کو ان کے ساتھ مصالحت سے کوئی تردد نہیں ہے۔ خدا کا فرمان ہے:

"اگر یہ متقاتلین آمادۂ صلح ہوں تو آپ ان سے صلح کرلیجئے۔"

اس لئے اسلام کے اس تصور جنگ کو خونریزی سے تعبیر کرنا اور اس کی بنا پر اسلام کو دہشت پسند مذہب بتانا بجائے خود دہشت پسندی ہے۔

"ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا"

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

قسط نمبر۳

عیسٰی علیہ السلام کا رفع الی السماء

قادیانی تلبیس اور اس کا جواب

حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کا رفع سماوی اور چند جذباتی باتیں:

مرزائے قادیانی نے اگرچہ اس مسئلہ میں جمہور کے خلاف یہود و نصاریٰ کی پیروی میں تحریف مطالب کی کافی سعی ناکام کی ہے اور مسٹر (محمد علی) لاہوری نے بھی تفسیر قرآن میں تحریف معنوی کے ذریعہ اپنے مقتدا کی مدد کی' تاہم دل کا چور ان کو مطمئن نہیں کرسکا اور اس لئے انہوں نے دلائل و براہین کی جگہ جذبات کو دلیل راہ بنایا اور کبھی تو یہ کہا کہ جو لوگ حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتے ہیں' وہ ان کو خاتم الانبیاءؐ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیتے ہیں کہ آپؐ زمین پر ہوں اور حضرت عیسیٰؑ آسمان پر' یہ تو سخت توہین کی بات ہے۔

لیکن علمی حلقوں میں اس لچر اور پوچ جذبہ کی کیا قدر و قیمت ہوسکتی ہے؟ جبکہ ہر ایک مذہبی انسان اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے کہ اگرچہ فرشتے ہمیشہ بقید حیات ملاء اعلیٰ میں موجود اور سکونت پذیر ہیں' تاہم ان سب کے مقابلہ میں بلکہ ان کی جلیل القدر ہستیوں مثلاً جبرئیل و میکائیل کے مقابلہ میں بھی ایک مفضول سے مفضول نبی کا رتبہ بہت بلند اور عالی ہے' حالانکہ وہ نبی زمین پر مقیم رہا ہے اور جبرئیل کا قیام ملاءِ اعلیٰ کے بھی بلند تر مقام پر رہتا ہے' چہ جائیکہ خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ جلیل کہ جس کی عظمت "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" میں مضمر ہے' علاوہ ازیں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شب معراج میں "قاب قوسین او ادنیٰ" کا جو تقرب پایا ہے' وہ نہ کسی ملک اور فرشتہ کو حاصل ہوا اور نہ کسی نبی اور رسول کو' اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع آسمانی اس "رفعت" کو پہنچ ہی نہیں سکتا جو "اسریٰ" میں آپ کو حاصل ہوئی۔ بہرحال فاضل و مفضول کے درمیان فرق مراتب کے لئے تنہا ملاءِ اعلیٰ کا قیام معیار فضیلت نہیں ہے' خصوصاً اس "افضل ہستی" کے مقابلہ میں جس کی فضیلت کا معیار خود اس کا وجود باجود ہو اور جس کی ذات قدسی صفات

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

خود ہی منبع فضائل اور مرجع کمالات ہو' ایسی ہستی سے تو "مقام" عزت و مرتبہ پاتا ہے' نہ کہ وہ ذات گرامی:

حسن یوسف' دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور کبھی یہ کہا کہ جو شخص عیسیٰ (علیہ السلام) کو زندہ تسلیم کرتا ہے' وہ "العیاذ باللہ" نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس لئے توہین کرتا ہے کہ وہ بقید حیات نہیں رہے اور اس طرح حضرت عیسیٰؑ کو پھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی) ذات اقدس پر برتری حاصل ہوگئی۔

یہ مقولہ پہلے سے بھی زیادہ بے کیف اور بے معنی ہے بلکہ سرتاسر غلط بنیاد پر قائم ہے' اس لئے کہ کون اہل عقل اور ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ "زندگی" بھی فاضل و مفضول کے درمیان معیار فضیلت ہے؟ اس لئے کہ زندگی کی قیمت ذاتی کمالات و فضائل سے ہے' نہ اس لئے کہ وہ زندگی ہے' پھر "معیار فضیلت" کی اس بحث سے قطع نظر اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ فضیلت کو درمیان لانا اس لئے بھی قطعاً بے محل ہے کہ جبکہ قرآن عزیز کی نصوص نے تمام کائنات پر آپؐ کی برتری کو ثابت کردیا اور آپؐ کی سیرت نے زندہ شہادت بن کر ان نصوص کی تصدیق کردی' تو کسی بھی انسان کی "زندگی" یا "رفع آسمانی" یا اور کوئی "وجہ فضیلت" اس کے مقابلہ میں نہیں لائی جاسکتی اور ہر ایک حالت و صورت میں "افضل کل" اسی جامع کمالات ہستی کو حاصل رہے گا۔

ولکن شبہ لھم کی تفسیر:

اس مسئلہ کو ختم کرنے سے پہلے اب ایک بات باقی رہ جاتی ہے کہ سورۂ نساء کی مسطورہ بالا آیت میں "ولکن شبہ لھم" کی کیا تفسیر ہے؟ یعنی وہ کیا اشتباہ تھا جو یہودیوں پر طاری کردیا گیا؟ تو قرآن عزیز اس کا جواب اس مقام پر بھی اور سورۂ آل عمران میں بھی ایک ہی دیتا ہے اور وہ "رفع الی السماء"

ختم نبوۃ

ہے' آل عمران میں اس کو وعدہ کی شکل میں ظاہر کیا "و رافعک الی" اور سورۂ نساء میں ایفائے وعدہ کی صورت میں یعنی "بل رفعه الله الیه" جس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ محاصرہ کے وقت جب منکرین حق گرفتاری کے لئے اندر گھسے تو وہاں عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہ پایا' یہ دیکھا تو سخت حیران ہوئے اور کسی طرح اندازہ نہ لگا سکے کہ صورت حال کیا پیش آئی؟ اور اس طرح "ولکن شبه لهم" کا مصداق بن کر رہ گئے اس کے بعد قرآن کہتا ہے:"ان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا" تو یہ اشتباہ کے بعد جو صورت حال پیش آئی' اس کا نقشہ بیان کیا گیا ہے اور اس سے دو باتیں بصراحت ظاہر ہوتی ہیں: ایک یہ کہ یہود اس سلسلہ میں اس طرح شک میں پڑ گئے تھے کہ گمان اور اٹکل کے ماسوا ان کے پاس علم و یقین کی کوئی صورت باقی نہیں رہ گئی تھی اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے کسی کو قتل کر کے یہ مشہور کیا کہ انہوں نے "مسیح علیہ السلام" کو قتل کر دیا اور یا پھر آیت زمانۂ نبوت محمدی کے یہود کا حال بیان کر رہی ہے۔

پس قرآن عزیز کے ان واضح اعلانات کے بعد جو حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت و صیانت کے سلسلہ میں کئے گئے ہیں اور جن کو تفصیل کے ساتھ سطور بالا میں بیان کر دیا گیا ہے' ان دو باتوں کی جزئی تفصیلات کا تعلق آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور تاریخی روایات پر رہ جاتا ہے اور اس سلسلہ میں صرف ان ہی روایات و آثار کو قابل تسلیم سمجھا جائے گا' جو اپنی صحت روایت کے ساتھ ساتھ ان بنیادی تصریحات سے نہ ٹکراتی ہوں' جن کا ذکر متعدد مقامات پر قرآن عزیز نے بصراحت کر دیا ہے اور "القرآن یفسر بعضه بعضا" "قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی خود ہی تفسیر کر دیتا ہے" کے اصول پر جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دشمن ہاتھ تک نہ لگا سکے اور وہ محفوظ ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھا لئے گئے اور جیسا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی بحث میں ابھی نصوص قرآن سے ثابت ہوگا کہ وہ وقوع قیامت کے لئے "نشان" ہیں اور اس لئے دوبارہ کائنات ارضی میں واپس آ کر اور مفوضہ خدمت انجام دے کر پھر موت سے دوچار ہوں گے۔

شخص مقتول و مصلوب سے متعلق آثار و تاریخ کی جو ملی جلی روایات ہیں' ان کا حاصل یہ ہے کہ "سبت کی شب" میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بیت المقدس کے ایک بند مکان میں اپنے حواریوں کے ساتھ موجود تھے کہ بنی اسرائیل کی سازش سے دمشق کے بت پرست بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے ایک دستہ بھیجا' اس نے آ کر محاصرہ کر لیا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھا لیا' جب سپاہی اندر داخل ہوئے تو انہوں نے حواریوں میں سے ایک ہی شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شبیہ پایا اور اس کو گرفتار کر کے لے گئے اور پھر اس کے ساتھ وہ سب کچھ ہوا جس کا ذکر گزشتہ سطور میں ہو چکا ہے۔ ان ہی روایات میں بعض اس کا نام یودس بن کریا یوطا بیان کرتے ہیں اور بعض جرجس اور دوسرے داؤد بن لوزا کہتے ہیں۔

پھر ان روایات میں سے بعض میں ہے کہ یہ شخص مقتول اپنی خلقت ہی میں حضرت مسیح (علیہ السلام) کا مشابہ اور ان کا نقش ثانی تھا۔ اسرائیلیات انجیلی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریوں میں سے یہودا اسخر یوطی حضرت عیسیٰ کا شبیہ تھا اور بعض روایات میں ہے کہ جب یہ نازک گھڑی آ پہنچی تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے حواریوں کو دعوت و تبلیغ حق سے متعلق تلقین و ہدایات کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھ کو مطلع کر دیا ہے کہ میں ایک مدت تک کے لئے ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھا لیا جاؤں گا اور یہ واقعہ مخالفین اور متبعین دونوں کے لئے سخت آزمائش اور امتحان بن جانے والا ہے' لہٰذا تم میں سے جو شخص اس پر آمادہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرا شبیہ بنا دے اور وہ خدا کی راہ میں جام شہادت پئے' اس کو جنت کی بشارت ہے' تب ایک حواری نے پہل کی اور خود کو اس کے لئے پیش کیا اور منجانب اللہ وہ حضرت (عیسیٰ) کا ہم شکل ہو گیا اور سپاہیوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ (واقعات کی یہ تفصیلات تاریخ ابن کثیر جلد ۲ اور کتب تفسیر میں منقول ہیں)

یہ تفصیلات نہ قرآن میں مذکور ہیں اور نہ احادیث مرفوعہ میں' اس لئے وہ صحیح ہوں یا غلط؟ نفس مسئلہ اپنی جگہ اٹل ہے اور قرآن کی آیات میں منصوص' اس لئے اصحاب ذوق کا اختیار ہے کہ وہ صرف قرآن کے اس اجمال پر ہی قناعت کریں کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کا رفع الی السماء اور ہر طرح دشمنوں سے تحفظ نیز یہود پر معاملہ کا مشتبہ ہو کر کسی دوسرے کو قتل کرنا' یہود و نصاریٰ کے پاس اس سلسلہ میں علم و یقین سے محروم ہو کر ظن و تخمین اور شک و شبہ میں مبتلا ہو جانا اور قرآن کا حقیقت واقعہ کو علم و یقین کی روشنی میں ظاہر کر دینا' یہ سب حقائق ثابتہ ہیں "ولکن شبه لهم" اور "ان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه" (الآیہ) کی تفسیر میں ان روایات کی تفصیلات کو بھی قبول کر لیں اور یہ سمجھ کر تسلیم کریں کہ زیر بحث آیات کی تفسیر ان تفصیلات پر موقوف نہیں ہے بلکہ امر زائد ہے' جو آیات کی تفسیر صحیح کے لئے موید ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام:

سورۂ آلِ عمران' سورۂ مائدہ اور سورۂ نساء کی زیر بحث آیات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق حکمت الٰہی کا یہ فیصلہ صادر ہوا کہ ان کو بقید حیات ملائے اعلیٰ کی جانب اٹھا لیا جائے اور وہ دشمنوں اور کافروں سے محفوظ اٹھالئے گئے' لیکن قرآن نے اس مسئلہ میں صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حسب موقعہ ان کی حیات امروز پر نصوص قطعیہ کے ذریعہ متعدد جگہ روشنی ڈالی ہے اور ان مقامات میں اس جانب بھی اشارات کئے ہیں کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کی حیات طویل اور رفع الی السماء میں کیا حکمت مستور تھی؟ تا کہ اہل حق کے قلوب تازگی ایمان سے شگفتہ ہو جائیں اور باطل کوش کور باطنی پر شرمائیں۔

لیؤمنن بہ قبل موتہ:

"اور کوئی اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر اس (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اور وہ (عیسیٰ) قیامت کے دن ان پر (اہل کتاب پر) گواہ بنے گا۔" (سورۂ نساء)

اس آیت سے قبل آیات میں وہی مسطورہ بالا واقعہ مذکور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صلیب پر چڑھایا گیا اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی جانب اٹھالیا' یہ یہود ونصاریٰ کے اس عقیدہ کی تردید ہے جو انہوں نے اپنے باطل زعم اور انکل سے قائم کر لیا تھا' ان سے کہا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام کے) متعلق صلیب پر چڑھائے جانے اور قتل کئے جانے کا دعویٰ قابل لعنت ہے کیونکہ بہتان اور لعنت توام ہیں' اس کے بعد اس آیت میں اور اس امر اول کی تصدیق میں اس جانب توجہ دلائی جا رہی ہے کہ آج اگر اس ملعون عقیدہ پر فخر کر رہے ہو تو وہ وقت بھی آنے والا ہے جب عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) خدائے برتر کی حکمت و مصلحت کو پورا کرنے کے لئے کائنات ارضی پر واپس تشریف لائیں گے اور اس عینی مشاہدہ کے وقت اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے ہر ایک موجود ہستی کو قرآن کے فیصلہ کے مطابق عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آنے کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے گا اور پھر جب وہ اپنی مدت حیات ختم کر کے موت کی آغوش سے دو چار ہو جائیں گے تو قیامت کے دن اپنی امت (اہل کتاب) پر اسی طرح گواہ ہوں گے جس طرح تمام انبیاء و مرسلین اپنی اپنی امتوں پر شاہد بنیں گے۔

یہ حقیقت کچھ مخفی نہیں ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق اگرچہ یہود و نصاریٰ دونوں واقعہ صلیب و قتل پر متفق ہیں لیکن اس سلسلہ میں دونوں کے عقائد کی بنیاد قطعاً متضاد اصول پر قائم ہے' یہود حضرت مسیح (علیہ السلام) کو (نعوذ باللہ) مفتری و کاذب کہتے اور دجال سمجھتے ہیں اور اس لئے فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے یسوع مسیح علیہ السلام کو صلیب پر بھی چڑھایا اور پھر اس حالت میں مار بھی ڈالا۔ اس کے برعکس نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کا پہلا انسان آدم (علیہ السلام) گناہ گار تھا اور ساری دنیا گناہ گار تھی' اس لئے خدا کی صفت "رحمت" نے ارادہ کیا کہ دنیا کو گناہوں سے نجات دلائے' اس لئے اس کی صفت "رحمت" نے "ابنیت" (بیٹا ہونا) کی شکل اختیار کی اور اس کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ یہود کے ہاتھوں سولی پر چڑھے اور مارا جائے اور اس طرح ساری کائنات ماضی و مستقبل کے گناہوں کا "کفارہ" بن کر دنیا کی نجات کا باعث بنے۔

سورۂ نساء کی آیات میں قرآن عزیز نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کے دعویٰ کی بنیاد کسی بھی عقیدہ پر مبنی ہو' لائق لعنت اور باعث ذلت و خسران ہے' خدا کے سچے پیغمبر کو مفتری سمجھ کر یہ عقیدہ رکھنا بھی لعنت کا موجب' اور خدا کے بندے اور مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا انسان کو خدا کا بیٹا بنا کر اور "کفارہ" کا باطل عقیدہ تراش کر مسیح (علیہ السلام) کو مصلوب و مقتول تسلیم کرنا بھی گمراہی اور علم و حقیقت کے خلاف انکل کا تیر ہے اور اس سلسلہ میں صحیح اور مبنی برحقیقت فیصلہ وہی ہے جو قرآن نے کیا ہے اور جس کی بنیاد "علم و یقین اور وحی الٰہی" پر قائم ہے۔

پس آج جبکہ تمہارے سامنے اس اختلاف کے فیصلہ کے لئے' جو شک و ظن کی شکستہ بنیادوں پر قائم تھا' علم و یقین کی روشنی آ چکی ہے' پھر بھی تم اپنے ظنون کاسدہ اور اوہام فاسدہ پر اصرار کر رہے ہو اور حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق باطل عقیدہ کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہو' تو قرآن کا ایک دوسرا فیصلہ اور وحی الٰہی کا یہ اعلان بھی سن لو کہ تمہاری نسلوں پر وہ وقت بھی آنے والا ہے جب قرآن کے اس صحیح فیصلہ اور اعلان حق کے مطابق حضرت مسیح ملائے اعلیٰ سے کائنات ارضی کو واپس ہوں گے اور ان کی یہ آمد ایسی مشاہد ہوگی کہ یہود و نصاریٰ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہے گا جو بادل خواستہ یا بادل ناخواستہ اس ذات گرامی پر یہ ایمان نہ لے آئے کہ بلاشبہ وہ خدا کے سچے رسول ہیں' خدا کے بیٹے نہیں' برگزیدہ انسان ہیں' مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تھے' بقید حیات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں: "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔"

یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ سورۂ آل عمران اور سورۂ مائدہ کی طرح اس جگہ حضرت عیسیٰ

ختم نبوۃ

(علیہ السلام) کے لئے لفظ ''توفّی'' نہیں بولا گیا بلکہ بصراحت لفظ ''موت'' استعمال کیا گیا ہے' یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان دونوں مقامات پر جس حقیقت کا اظہار مقصود ہے' اس کے لئے ''توفّی'' ہی مناسب ہے' جیسا کہ سورۂ آل عمران سے متعلق آیات کی تشریح و تفسیر میں گزر چکا اور سورۂ مائدہ سے متعلق آیت کی تفسیر میں عنقریب بیان ہوگا اور اس جگہ چونکہ براہ راست ''موت'' کو بصراحت لانا ہی ازبس ضروری تھا اور یہ مزید برہان ہے اس دعویٰ کے لئے کہ آل عمران اور مائدہ میں لفظ ''موت'' کی جگہ ''توفّی'' کا اطلاق بلاشبہ خاص مقصد رکھتا ہے ورنہ جس طرح ان دونوں مقامات پر توفّی کا اطلاق کیا گیا تھا' اسی طرح یہاں بھی کیا جاتا' یا جس طرح اس جگہ لفظ ''موت'' کا اطلاق کیا گیا ہے' اسی طرح ان دونوں مقامات پر بھی لفظ موت ہی کا استعمال ہونا چاہئے تھا' مگر قرآن عزیز کے ان دقیق اسالیب بیان کے فرق کا فہم طالبین حق کا ہی حصہ ہے' نہ کہ مرزا قادیانی اور مسٹر (محمد علی) لاہوری جیسے اصحاب زیغ کا جو اپنی خاص اغراض ذاتی کے پیش نظر پہلے ایک نظریہ ایجاد کر لیتے ہیں اور بعدازاں اس سلسلہ کی تمام آیات قرآنی کو اسی کے سانچہ میں ڈھال کر اس کا نام ''تفسیر قرآن'' رکھتے ہیں۔

بہرحال جمہور کے نزدیک آیت زیر عنوان کی تفسیر یہی ہے جو سپرد قلم کی جاچکی ہے' مشہور محدث' جلیل القدر مفسر اور اسلامی مورخ عماد الدین بن کثیر (رحمہ اللہ) اس تفسیر کو حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) اور حسن بصری (رحمہ اللہ) سے بسند صحیح نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''قتادۃ' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما اور بہت سے مفسروں کا یہی قول ہے اور یہی قول حق ہے جیسا کہ عنقریب ہم دلیل قاطع سے اس کو ثابت کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)۔'' (ابن کثیر جلد اول)

اور سرتاج محدثین ابن حجر عسقلانی (رحمہ اللہ) بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسی تفسیر پر حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے یقین کیا ہے اور ابن عباسؓ کی اس تفسیر کو ابن جریر نے بروایت سعید بن جبیر اور ابو رجاء نے بھی حسنؒ سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ''قبل موتہ'' یعنی قبل موت عیسیٰ (علیہ السلام) قسم بخدا! بے شک وشبہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بقید حیات ہیں اور جب وہ آسمان سے اتریں گے تو سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ابن جریر (رحمہ اللہ) نے اسی تفسیر کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اور ابن جریرؒ وغیرہ نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔''

(فتح الباری شرح بخاری ج۶ ص۳۰۴)

مگر اس صحیح تفسیر کے علاوہ کتب تفسیر میں احتمال عقلی کے طور پر دو قول اور بھی منقول ہیں مگر وہ دونوں بلحاظ سند ضعیف اور ناقابل اعتماد اور بلحاظ سیاق وسباق (یعنی آیت زیر بحث سے قبل اور بعد کی آیات کے لحاظ سے) غلط اور ناقابل التفات ہیں' یعنی ایسے احتمالات عقلی ہیں جو نقل اور آیات کے باہمی نظم و ترتیب کے خلاف ہیں۔

ان ہر دو معنی میں سے ایک معنی یہ ہیں کہ ''موتہ'' میں جو ضمیر ہے اس کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بجائے اہل کتاب کی جانب لوٹایا جائے اور آیت کا ترجمہ یوں کیا جائے: ''اور اہل کتاب میں سے کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آتا ہو' یعنی اگرچہ یہود و نصاریٰ اپنی زندگی میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے متعلق قرآن کے بتائے ہوئے عقیدے پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہیں لیکن جب ان کو ''موت'' آدباتی ہے تو وہ اس آخری حالت میں' جو نزع کا وقت کہلاتا ہے' صحیح عقیدہ کے مطابق ایمان لے آتے ہیں اور اہل کتاب کے ہر ایک فرد پر بلا استثناء یہی حالت گزرتی ہے' اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ: ''اہل کتاب کا ہر ایک فرد اپنی موت سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتا ہے' یعنی جب وہ عالم دنیا سے منقطع ہو کر عالم غیب سے وابستہ ہو رہا ہوتا ہے' اس وقت اس پر اصل حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک خدا کے سچے پیغمبر تھے۔

پس اس بات سے قطع نظر کہ یہ دونوں تفسیریں نقل روایات کے اعتبار سے ناقابل اعتماد اور غیر صحیح اور آیات کے سیاق وسباق کے خلاف ہیں' عقلی نقطہ نظر سے بھی غلط ہیں' اس لئے کہ اگر آیت کے معنی یہ ہیں جو سطور بالا میں نقل کئے گئے' تب یہ آیت اپنے مقصد بیان کے خلاف بے معنی اور بے نتیجہ ہو جاتی ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ قرآن عزیز دوسرے مقامات پر صاف کہہ چکا ہے کہ جب انسان عالم دنیا سے کٹ کر عالم غیب سے وابستہ ہو جاتا ہے اور نزع کی یہ کیفیت اس پر طاری ہو جاتی ہے کہ جو معاملات اس ساعت سے قبل تک اس کے لئے غیب کے معاملات تھے' وہ مشاہدہ میں آنے شروع ہو جاتے ہیں' تو اس وقت اس کے اعمال اور کردار کا صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے اور اب تبدیلی اعتقاد کا کوئی نتیجہ اور ثمرہ نہیں ملتا یعنی اس وقت کا نہ اقرار اعتقاد نفع بخش اور نہ انکار مستند۔

"پس جب آئے ان کے پاس پیغمبر واضح دلیل لے کر تو اس چیز سے خوش ہوئے جو ان کے پاس علم سے تھی اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کی وہ مذاق بناتے تھے پس جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو انہوں نے کہا: ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے اور جن چیزوں کو ہم اس کا شریک بناتے تھے اس سے منکر ہوئے پس نہیں مانع ہوا ان کا (یہ) ایمان جب انہوں نے ہمارے عذاب کا مشاہدہ کر لیا' یہ اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں ہمیشہ جاری رہی اور اس موقعہ پر کافروں نے زیاں پایا۔"

(سورۂ مومن)

"لیکن ان لوگوں کی توبہ' توبہ نہیں ہے جو (ساری عمر تو) برائیاں کرتے رہے لیکن جب ان میں سے کسی کے آگے موت آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا: "اب میں توبہ کرتا ہوں" (ظاہر ہے کہ ایسی توبہ سچی توبہ نہیں ہوئی) اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی توبہ نہیں ہے جو دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں' ان تمام لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (سورۂ نساء)

تو ایسی صورت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا معنی رکھتا ہے؟ انسان جب اس حالت پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے سامنے سے غیبت کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور برزخ' ملائکۃ اللہ' عذاب یا راحت' جنت و جہنم' غرض دین حق کی تعلیم کردہ غیب کی ساری حقیقتیں اس پر منکشف ہو جاتی ہیں اور اس میں یہود و نصاریٰ کی ہی خصوصیت کیا ہے؟ یہ حالت تو ہر ایک ابن آدم پر گزرنے والی ہے' نیز جب اس قسم کا ایمان قابل قبول ہی نہیں ہے تو اس کا ذکر اسی اسلوب کے ساتھ ہونا چاہئے تھا جو غرق فرعون کے وقت فرعون کے ایمانی اعتراف واقرار کے لئے اختیار کیا گیا اور جس میں اس وقت کی ایمانی پکار کی بے وقتی ظاہر کی گئی ہے' نہ کہ ایسے اسلوب بیان کے ساتھ گویا مستقبل میں ہونے والے کسی ایسے عظیم الشان واقعہ کی خبر دی جا رہی ہے جو مخاطبین (یہود و نصاریٰ) کے عقائد و عزائم کے خلاف حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے متعلق قرآن کی تصدیق اور اس کے اٹل فیصلہ کی زندہ شہادت بن کر پیش آنے والا ہے' ورنہ تو ایک عیسائی اور یہودی پنجہ موت میں آ جانے کے وقت جان عزیز سپرد کر دینے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تب کیا اور نہ لایا تب کیا' اس کی یہ تصدیق کائنات انسانی کے علم وادراک سے باہر صرف اس کے اور خدا کے درمیان تعلق رکھتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی بات کا ایسے موقعہ پر تذکرہ کرنا قطعاً بے محل ہے جہاں ایک قوم کو اس کے ایک خاص عقیدہ پر ملزم و مجرم بنانے کے لئے فیصلہ' حق کی تائید کے لئے ماضی اور مستقبل میں کائنات ارضی پر پیش آنے والے واقعات کو پیش کیا جا رہا ہے' جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے واضح ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں ان احتمالات کی یہاں اس لئے بھی گنجائش نہیں ہے کہ غرغرہ کے وقت حضرت عیسیٰ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قسم کا ایمان تو ہر اس اہل کتاب سے متعلق ہے جو اس آیت کے نزول سے کچھ دن قبل یا صدیوں قبل گزر چکے اور مر کھپ چکے ہیں' لہٰذا اگر آیات میں یہ مضمون بیان کرنا مقصود تھا تو اس کے لئے موکد مستقبل کی یہ تعبیر "لیومنن" فصاحت وبلاغت کلام کے بالکل خلاف ہے' اس کے لئے تو ایسی تعبیر کی ضرورت تھی جو ماضی' حال اور استقبال تینوں زمانوں پر حاوی ہوتی تاکہ قرآن کا مفہوم اپنے توسع کے لحاظ سے پوری طرح ادا ہوتا۔

نیز دوسرے معنی تو اس لئے بھی قطعاً غلط اور بے محل ہیں کہ اس آیت سے قبل اور بعد کی آیات میں یعنی سیاق و سباق میں خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہی نہیں کیونکہ شروع آیات میں صرف حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے اور اس آیت کے آخر میں یہ ارشاد ہوا ہے: "ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا" اور واضح ہے یہ بات کہ اس جگہ شاہد سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مراد ہیں اور علیھم کی ضمیر سے ان کی امت تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کئے بغیر درمیان کی کسی ضمیر کا مرجع ذات اقدس کو قرار دینا نہ صرف یہ کہ فصاحت و بلاغت کے منافی ہے بلکہ قاعدۂ ترتیب کے قطعاً خلاف اور انتشار ضمائر کا موجب ہے۔

غرض بے غل و غش صحیح معنی وہی ہیں جو جمہور نے اختیار کئے ہیں اور یہ دونوں خود ساختہ احتمالات آیت کی تفسیر تو کیا صحیح احتمال کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔

اس مقام کے علاوہ سورۂ زخرف کی آیت "ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" اور سورۂ آل عمران کی ابتداء سے بیاسی آیت تک' جو وفد نجران سے تعلق رکھتی ہیں' یہ سبق مقامات دلالۃ النص یا اشارۃ النص کی شکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لئے دلیل و برہان ہیں اور اگرچہ ان کی تفصیلات اور وجوہ استشہاد میرے پاس مدون و مرتب ہیں تاہم طوالت کے خوف سے اس جگہ ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے' حجۃ الاسلام علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ' کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" اس مقصد کے لئے قابل مراجعت ہے۔ (جاری ہے)

ختم نبوۃ

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دنیا کے دو بڑے فتنے

آج کل دنیا طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے' ان سب فتنوں میں ایک بنیادی اور بڑا فتنہ "پیٹ" کا ہے' شکم پروری وتن آسانی زندگی کا اہم ترین مقصد بن کر رہ گیا ہے' ہر شخص کا شوق یہ ہے کہ لقمۂ تر اس کی لذت کام و دہن کا ذریعہ بنے اور یہ فتنہ اتنا عالمگیر ہے کہ بہت کم افراد اس سے بچ سکے ہیں' تاجر ہو یا ملازم' اسکول کا ٹیچر ہو یا کالج کا پروفیسر' دینی درسگاہ کا مدرس ہو یا مسجد کا امام' اس آفت میں سب ہی مبتلا نظر آتے ہیں' ہاں فرق مراتب ضرور ہے' زہد وقناعت' ورع وتقویٰ اور اخلاص وایثار جیسے اخلاق وفضائل اور ملکات کا نام ونشان نہیں ملتا' اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پورا عالم ساز وسامان کی فراوانی کے باوجود حرص وآز' طمع ولالچ اور زر طلبی وشکم پروری کی بھٹی میں جل رہا ہے اور کرب واضطراب' بے چینی وبے اطمینانی اور حیرت و پریشانی کا دھواں چہار سمت پھیلا ہوا ہے۔

دراصل اس فتنۂ جہاں سوز کا بنیادی سبب یہی ہے' جس کی نشاندہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی' آخرت کا یقین بے حد کمزور اور آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے' مادی نعمتیں اور ان کا تصور اس قدر غالب ہے کہ روحانی قدریں مضمحل ہو چکی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج انسانوں کی چھوٹائی' بڑائی' عزت وذلت اور بلندی وپستی کی پیمائش "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" کے پیمانے سے نہیں ہوتی' بلکہ "پیٹ اور جیب" کے پیمانے سے ہوتی ہے' مادیت کے اس سیلاب میں پہلے ایمان ویقین رخصت ہوا' پھر انسانی اخلاق ملیا میٹ ہوئے' پھر اسوۂ نبوت سے وابستگی کمزور ہو کر "اعمال صالحہ" کی فضا ختم ہوئی' پھر معاشرت ومعاملات کی گاڑی لائن سے اتری' پھر سیاست و

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

تمدن تباہ ہوا اور اب مادیت کا یہ طوفان انسانیت کو بہیمیت کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے' انفرادی بے اصولی اور آوارگی وبے راہ روی اور بے رحمی وشقاوت کا وہ دور دورہ ہے کہ الامان والحفیظ۔

الغرض اس "پیٹ" کے فتنے نے ساری دنیا کی کایا پلٹ ڈالی ہے' دنیا بھر کے عقلاً "پیٹ" کی فتنہ سامانی کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں' وہ اس فتنہ کے ہولناک نتائج کا تدارک بھی کرنا چاہتے ہیں مگر صد حیف کہ علاج کے لئے ٹھیک وہی چیز تجویز کی جاتی ہے جو خود سبب مرض ہے' درحقیقت انبیاً علیہم السلام ہی انسانیت کے نباض ہیں اور انہی کا تجویز کردہ علاج اس مریض کے لئے کارگر ہوتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہولناک مرض کی صحیح تشخیص بہت پہلے فرمادی تھی' چنانچہ ارشاد فرمایا:

> "بخدا! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ قطعاً نہیں' بلکہ اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے' جیسا کہ تم سے پہلوں پر پھیلائی گئی' پھر تم پہلوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو' پھر اس نے جیسے ان کو برباد کیا' تمہیں بھی برباد کرڈالے۔"
>
> (بخاری ومسلم)

لیجئے یہ تھا وہ نقطۂ آغاز جس سے انسانیت کا بگاڑ شروع ہوا' یعنی دنیا کو نفیس اور قیمتی چیز سمجھنا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس پر جھپٹنا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشخیص پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے لئے ایک جامع نسخۂ شفا بھی تجویز فرمایا' جس کا ایک جزو اعتقادی ہے اور دوسرا عملی۔

اعتقادی جزو یہ ہے کہ اس حقیقت کو ہر

ختم نبوۃ

موقع پر مستحضر رکھا جائے کہ اس دنیا میں ہم چند لمحوں کے مہمان ہیں' یہاں کی ہر راحت و آسائش بھی فانی ہے اور ہر تکلیف و مشقت بھی ختم ہونے والی ہے' یہاں کے لذائذ و شہوات' آخرت کی بیش بہا نعمتوں اور ابدالآباد کی لازوال راحتوں کے مقابلہ میں کالعدم اور ہیچ ہیں۔ قرآن کریم اس اعتقاد کے لئے سراپا دعوت ہے اور سینکڑوں جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ سورۂ اعلیٰ میں نہایت بلیغ' مختصر اور جامع الفاظ میں اس پر متنبہ فرمایا:

''(کان کھول کر سن لو! کہ تم آخرت کو اہمیت نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو (اس پر) ترجیح دیتے ہو' حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور لازوال ہے۔'' (سورۂ اعلیٰ:۱۶'۱۷)

اور عملی حصہ اس نسخہ کا یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول ہوا جائے اور بطور پرہیز کے حرام اور مشتبہ چیزوں کو زہر سمجھ کر ان سے کلی پرہیز کیا جائے اور یہاں کے لذائذ و شہوات میں انہماک سے کنارہ کشی اختیار کی جائے' دنیا کا مال و اسباب' زن و فرزند' خویش و اقرباء اور قبیلہ و برادری کے سارے قصے زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت سمجھ کر صرف بقدر ضرورت ہی اختیار کئے جائیں' ان میں سے کسی چیز کو بھی دنیا میں عیش و عشرت اور لذت و تنعم کی زندگی گزارنے کے لئے اختیار نہ کیا جائے اور نہ یہاں کی عیش کوشی کو زندگی کا مقصد اور موضوع بنایا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''عیش و عشرت سے پرہیز کرو' کیونکہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔''

تعجب ہے کہ اگر کسی ڈاکٹر کی رائے ہو کہ دودھ' گھی' گوشت' چاول وغیرہ کا استعمال مضر ہے تو اس کے مشورے اور اشارے سے تمام نعمتیں ترک کی جاسکتی ہیں' لیکن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات اور وحی آسمانی کے صاف احکام پر ادنیٰ سے ادنیٰ لذت کا ترک کرنا گوارا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب کرامؓ کی زندگی اور معیار زندگی کو اول سے آخر تک دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی نعمتوں سے دل بستگی سراسر جنون ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کا قصہ مروی ہے کہ کچھ لوگوں پر ان کا گزر ہوا' جن کے سامنے بھنا ہوا گوشت رکھا تھا' انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو کھانے کی دعوت دی' آپؓ نے انکار کردیا اور فرمایا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔'' مہینوں پر مہینے گزر جاتے مگر کاشانہ نبوت میں نہ رات کو چراغ جلتا' نہ دن کو چولہا گرم ہوتا' پانی اور کھجور پر گزر بسر ہوتی' وہ بھی کبھی میسر آتیں' کبھی نہیں' تین تین دن کا فاقہ ہوتا' کمر سیدھی رکھنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھے جاتے اور اسی حالت میں جہاد و قتال کے معرکے ہوتے۔ الغرض زہد و قناعت' فقر و فاقہ' بلند ہمتی و جفاکشی اور دنیا کی آرائشوں سے بے رغبتی اور نفرت و بیزاری سیرت طیبہ کا طغرائے امتیاز تھی' اپنی حالت کا اس ''پاک زندگی'' سے مقابلہ کرنے کے بعد ہم میں سے ہر شخص کو شرم آنی چاہئے۔ ہمارے یہاں سارا مسئلہ روٹی اور پیٹ کا ہے اور وہاں یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ زندگی بالقصد اختیار کی گئی تھی تاکہ آئندہ نسلوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہوجائے' ورنہ آپ چاہتے تو آپ کو منجانب اللہ کیا کچھ نہ دیا جاسکتا تھا؟ مگر دنیا کا یہ ساز و سامان' جس کے لئے ہم مرکھپ رہے ہیں' اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر حقیر و ذلیل ہے کہ وہ اپنے محبوب و مقرب بندوں کو اس سے آلودہ نہیں کرنا چاہتے' بعض انبیاء علیہم السلام کو عظیم الشان سلطنت بھی دی گئی' مگر ان کے زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی و بیزاری میں فرق نہیں آیا' ان کے پاس جو کچھ تھا' دوسروں کے لئے تھا' اپنے نفس کے لئے کچھ نہ تھا۔

الغرض یہ ہے ''فتنہ پیٹ'' کا صحیح علاج جو انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور اگر انسان ''پیٹ کی شہوت'' کے فتنہ سے بچ نکلے تو انشاء اللہ ''شہوت فرج'' کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا کہ یہ خرمستی پیٹ بھرے آدمی کو ہی سوجھتی ہے' بھوکا آدمی اس کی آرزو کب کرے گا؟ ان ہی دو شہوتوں سے بچنے کا نام اسلام کی اصطلاح میں تقویٰ ہے' جس پر بڑی بڑی بشارتیں دی گئی ہیں' خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ضعیف مریض کو بقائے حیات کے لئے ہلکی پھلکی' معمولی غذا کا مشورہ دیا جاتا ہے اور زبان کے چسکے سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی ہے تاکہ مطلوبہ اعلیٰ صحت نصیب ہو' بس یہی حیثیت اسلام کی نظر میں دنیا کی ہے۔

☆☆......☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

A Product of Tasty Supari
Tasty
KANWAL
Meetha Pan Masala
1 RUPEE
26 PACKETS
A Product of Tasty Supari
Hajiani hp Products
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند
Hajiani hp Products

ختم نبوۃ

اندرونِ سندھ ختم نبوت کانفرنسوں کی رپورٹ

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم:

ٹنڈو آدم (رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی) جوں ہی ختم نبوت کانفرنس کی تاریخ کا تعین ہوا' ساتھیوں میں خوب گرم جوشی اور خوشی کے اثرات دیکھے گئے' کئی کارکن اپنے قائد کی دید کے لئے بے چین تھے' جیسے جیسے کانفرنس کے دن قریب آتے گئے' جوش و جذبہ بڑھتا چلا گیا' کمیٹیاں تشکیل دی گئیں' اندرون سندھ مولانا محمد راشد مدنی اور مجاہد محمد عمران قائم خانی دعوت نامے تقسیم کرنے اور اشتہار لگانے کے لئے روانہ ہوگئے جبکہ اندرون شہر راقم الحروف' ناظم اعلیٰ حکیم حفظ الرحمٰن' ناظم نشر و اشاعت محمد اعظم قریشی' خازن ماسٹر محمد سلیم مدنی' ناظم تبلیغ عبدالشکور رحمانی نے سرتوڑ کوششیں کیں۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام یونٹس اور انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت کے تمام طلبہ نے شب و روز دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا۔ ۱۰/اپریل کو کانفرنس کی تمام کارگزاری کو حتمی شکل دینے کے لئے مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا ابوطلحہ راشد مدنی کی صدارت میں اجلاس ہوا' بالآخر اس دن کا سورج طلوع ہوگیا جس دن کے سورج طلوع ہونے کے لئے ٹنڈو آدم کے کارکن سال بھر دعائیں کرتے ہیں' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت کے امیر' مدرسہ ندوۃ العلوم ختم نبوت کے طالب علم حافظ شہزاد احمد نور اور سیکریٹری جنرل محرم علی راجپوت' زبیر احمد شوکت' فرقان احمد چاند نے مجاہد علی نواز کے تانگے پر شہر کی گلی گلی میں کانفرنس کا اعلان کیا' پھر جلسہ گاہ جامع مسجد ختم نبوت میں بینرز لگائے' جمعہ کے دن صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی کنوینر اور اس کانفرنس کے میزبان حضرت علامہ احمد میاں حمادی' صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد سے ٹنڈو آدم پہنچے' راقم الحروف اور دیگر ساتھیوں نے ان کا استقبال کیا۔ ٹھیک گیارہ بجے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی قیادت میں کمبٹ سے مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد راشد مدنی' محمد عمران ٹنڈو آدم پہنچے۔ شبان ختم نبوت' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت کے راہنماؤں نے اپنے محترم قائدین کا پرتپاک استقبال کیا' کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا' اس کے بعد راقم الحروف نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی' بعد ازاں مولانا محمد نذر عثمانی نے جمعہ کا خطاب فرمایا' جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز ہوا' حافظ جمیل الرحمٰن نے نعت پیش کی' ان کے بعد مولانا خان محمد کندھانی نے خطاب کیا' ان کے خطاب کے بعد عصر کی نماز کا وقفہ ہوا' بعد نماز عصر مشہور نعت خواں شیر دل راجپوت نے نعت پڑھی' اس کے بعد سوال و جواب کی محفل سے مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی نے تفصیلی خطاب کیا اور سوالات کے جوابات دیئے' نماز مغرب سے نماز عشاء تک وقفہ ہوا' بعد از عشاء چوتھی اور آخری نشست کا آغاز تلاوت سے ہوا' اس کے بعد بدین کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے زبردست انداز میں قادیانیت کا آپریشن کیا' ان کے بعد مولانا راشد مدنی نے خطاب کیا' ان کے بعد اس کانفرنس کے میزبان اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے افتتاحی خطاب کیا' انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ شمس الحسن زیدی کذاب جیسے گستاخوں کا دعوائے مہدویت حکومت پاکستان کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے' یہ کام اسلامی حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ ان جیسے جھوٹوں کا راستہ روکے' انہوں نے کہا کہ حدیث پاک میں امام مہدی آخر الزماں کا نام "محمد" والد کا نام "عبداللہ" بتایا گیا ہے اور امام مہدی حسنی اور حسینی ہوں گے' وہ مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے بلکہ وہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان طواف کرتے ہوں گے' جب انہیں پہچانا جائے گا' وہ مدینہ میں پیدا ہوں گے' ایک خلیفہ کی وفات پر امام مہدی اس خوف سے کہ کہیں مجھے نہ امیر بنالیا جائے' وہ مدینے سے مکہ ہجرت کریں گے' اس کے علاوہ ہزاروں نشانیاں ہیں جن کو کذاب شمس الحسن زیدی جھٹلاتے ہوئے مہدویت کا دعویٰ کرتا ہے' جس سے گستاخ رسول ہونے کا پہلو یوں نکلتا ہے کہ اس کذاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی باتوں کو یکسر رد کردیا اور خود کو مہدی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے' علامہ حمادی نے کہا کہ وہ کذاب' اللہ کے فضل سے اب ٹنڈو آدم کی جیل کی ہوا کھا رہا ہے' یہاں تک پہنچانا ہمارا کام تھا اور اب کیفر

کردار تک پہنچانا حکومت کا کام ہے' آخر میں انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر اس سلسلے میں حکومت نے کذاب کی حمایت تو نہ ختم ہونے والے احتجاج شروع ہو جائیں گے' اس کے بعد سندھی' اردو میں نظمیں ہوئیں ان کے بعد مجاہد ختم نبوت' مرکزی مبلغ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں اور عالمی داعی' قادیانیت کے خلاف اسپیشلسٹ ڈاکٹر' مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے تفصیلی خطاب کیا' انہوں نے کہا کہ اگر ہم ختم نبوت کے کام کی طرف اتنا بھی دھیان نہ دیں جتنا ایک آدمی اپنے پیٹ کی طرف دیتا ہے تو ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا ہوگا اور اس پر غور کرنا ہوگا کہ آئے دن مسلمانوں کا مصائب و آلام میں مبتلا ہونا' کہیں یہ سارے حالات ہم مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے تو پیش نہیں آرہے؟ قادیانی اور مرزائی اگر ڈاکٹر ہے تب' کمپوڈر ہے تب' فوجی ہے تب' پولیس والا ہے تب' حاکم محکوم ہے تب' تاجر ہے تب' مزدور ہے تب' زمیندار ہے تب' ہاری ہے تب' دکاندار ہے تب' استاد ہے تب' شاگرد ہے تب' اپنے پیشے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے جھوٹے نبی کی جعلی نبوت کی بات کرتا رہتا ہے تو ہم ان پیشوں میں رہتے ہوئے ختم نبوت کا پرچار کیوں نہیں کرتے؟ کاش! کہ مسلمان بھی ان کو اسی طرح جواب دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں انہوں نے کہا کہ خدا کے بعد سب سے زیادہ ہمارے اوپر حق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جس کا جتنا زیادہ حق ہوتا ہے اس کے دشمنوں سے اسی قدر دشمنی ہوتی ہے' اس وقت دھرتی پر سب فتنوں سے بڑا' سب سے بڑا اور گھناؤنا کفر قادیانیت کا ہے بلکہ کفر کیا؟ کفر بھی کم ہے' یہ اس سے بڑھ کر ہے یعنی زندقہ ہے اور جو لوگ اس فتنے سے کسی اور فتنے کو بارہ گنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں درحقیقت وہ انہیں قادیانیوں کے کھونٹے پر ناچنے والے ہیں' پھر ظاہر ہے کہ جو جس کا کھائے گا اس کا اگر گائے گا نہیں تو اس کے خلاف کیا بولے گا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت' عمر فاروقؓ کی شجاعت' عثمان غنیؓ کی سخاوت وغیرہ یہ سب صدقہ ہے محمد عربی کا' ورنہ کون جانتا تھا کہ ابوبکر کون ہے' عمرؓ' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کون ہیں؟ حضرت عمرؓ تو اس دم بھی کافر تھے جب میرے آقا کو قتل کرنے آرہے تھے مگر جب کایا پلٹی اور میرے آقا کے قدموں پر سر رکھ دیا تو ستاروں سے زیادہ چمکدار بن گئے' اگر اسلام میں سے محمد عربی کی ذات نکال دی جائے تو صحابہ صحابی نہیں رہتے' امہات المومنین کو کس کی وجہ سے امہات المومنین کہیں گے؟ اماں عائشہؓ کو کس وجہ سے صدیقہ عفیفہ کہو گے؟ اس لئے تمام مسلمانوں کو فروعی اختلافات بھلا کر عالمی مجلس کے شانہ بشانہ حضورؐ کی ناموس وعزت کی حفاظت کے لئے صف آراء ہو جانا چاہئے' اس لئے کہ اگر باپ کی عزت محفوظ ہے تو بیٹوں کی عزت محفوظ ہے' استاد کی عزت ہے تو شاگردوں کی عزت ہے' امیر حاکم کی عزت ہے تو عوام کی عزت ہے' اگر حضورؐ کی عزت محفوظ ہے تو کوئی شخص صحابہ کی گستاخی کی جرأت نہیں کرسکتا اور اگر پیارے پیغمبر کی عزت وناموس غیر محفوظ ہے تو کسی بھی صورت میں صحابہ' ازواج' اور آل نبی کی عزت محفوظ نہیں رہ سکتی' ضرورت ہے اس بات کی کہ سارے مسلمان مل کر قادیانیت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں' ان کی تقریر کے بعد صاحبزادہ طارق محمود کا خطاب ہوا' ان کے بعد شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خلیفہ مجاز مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا خطاب ہوا' انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مغربی ممالک کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت کرنا اوران کی وجہ سے پاکستان پر پابندی عائد کرنے کی دھمکیاں دینا' اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ قادیانی استعمار کے آلہ کار اور قادیانیت ایک باطل مذہب ہے' قادیانی گروہ مغربی ممالک کی سرپرستی میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہے' انہوں نے کہا کہ ملک کے اہم اداروں کے بیوروکریسی افسران میں پانچ سو افسران کا قادیانی ہونا ملکی سالمیت کے لئے خطرہ ہے اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہ تمام افسران پاکستانی آئین کے غدار ہیں اور اس آئین کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اور یہ ملک سے زیادہ اپنے مذہبی سربراہ کے وفادار ہیں' اس بات کا اقرار مرزا ناصر ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں سرعام کرچکا ہے اور سابقہ قادیانی افسران کا طرز عمل اس پر گواہ ہے۔ آئین کو تسلیم نہ کرنے کی بناء پر تمام حاضر سروس قادیانی افسران پر بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے اور انہیں سبکدوش کیا جائے۔ مولانا جالندھری نے کہا کہ جہاد اسلام کی چوٹی اور مسلمانوں کا شیوہ ہے' پاک فوج میں بھرتی ہزاروں قادیانی افسروں کو نکالا جائے' ان قادیانی افسران کے ہوتے ہوئے پاکستان بھارت سے جنگ ہرگز نہیں جیت سکتا' کیونکہ یہ جنگ جہاد کے ذریعے ہی جیتی جاسکتی ہے' جبکہ قادیانیوں کے ہاں جہاد کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ ان کے گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا تھا۔ قادیانی لوگ اب بھی اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں' یہ کسی صورت ملک کے مفاد میں نہیں لڑیں گے' بھارت کے آگے سب سے پہلے ہتھیار ڈالنے والے یہی لوگ ہوں گے' اس چیز کے لئے قادیانی تیار ہیں۔ مفکر پاکستان علامہ اقبال نے کہا تھا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب قادیانی پیغمبر اسلام کے وفادار نہیں تو ان کے نام پر بننے والے ملک کے کیونکر وفادار ہو سکتے ہیں؟ اس لئے حکومت ہوش

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

سنبھالے اور قادیانیوں کو پاک فوج کے اعلیٰ عہدوں سے برطرف کرے

کانفرنس کی جھلکیاں:

کانفرنس کا آغاز بارہ بجے دن کو ہوا' جلسہ گاہ جامع مسجد ختم نبوت کو بینروں سے سجایا گیا تھا' بینروں پر مختلف قسم کے نعرے تحریر تھے' جمعہ کو صبح دس بجے کانفرنس کے میزبان علامہ احمد میاں حمادی' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد پہنچے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا سوا گیارہ بجے کمبٹ سے ٹنڈوآدم پہنچے' ان کا پرتپاک انداز میں استقبال ہوا۔ کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مفتی محمد طاہر مکی نے سرانجام دیئے' ٹھیک ایک بجے کراچی سے مولانا نذیر احمد تونسوی ٹنڈوآدم پہنچے' میرپور خاص سے مفتی منیر احمد طارق کی سربراہی میں وفد آیا' کوٹری سے زمان خان کی سربراہی میں وفد پہنچا۔ کراچی سے وکیل ختم نبوت منظور احمد میو راجپوت' صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی' صاحبزادہ حافظ محمد عتیق الرحمٰن لدھیانوی اور دیگر ساتھی رانا محمد انور کی سربراہی میں عین مغرب کے وقت ٹنڈوآدم پہنچے۔ کانفرنس کی کل چار نشستیں ہوئیں۔ بعد از عصر مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی نے ظہور مہدی پر خطاب کیا اور سوال و جواب کی محفل سجائی۔ بعد نماز مغرب کھانے کا وقفہ ہوا۔ رات کو دو بجے مولانا اللہ وسایا نے خطاب کے بجائے دعا کرادی اور اگلے دن صبح کا درس دیا۔ رات کی نشست مسجد میں باہر صحن میں رکھی گئی' اسٹیج گلدستوں سے سجایا گیا۔ وقفے وقفے سے محمد اعظم قریشی' شیر دل راجپوت' حافظ جمیل الرحمٰن نے نعتیں و نظمیں پڑھیں' رات کی نشست میں نائب امیر مرکزیہ حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ کی مرتب کی ہوئی نعت جو شیر دل نے پڑھی' بہت پسند کی گئی جس کا پہلا مصرعہ تھا: "تاجدار نبوت پہ لاکھوں سلام"۔

رات کی نشست میں مولانا طوفانی کی تقریر کے دوران صاحبزادہ طارق محمود اسٹیج پر آئے جبکہ ان کی تقریر کے دوران مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا اسٹیج پر آئے۔ مولانا محمد راشد مدنی نے قرارداد پیش کی جسے منظور کیا گیا۔ کانفرنس کی کوریج کے لئے اخباری نمائندے اور نامہ نگار وقتاً فوقتاً مفتی محمد طاہر مکی سے بریفنگ لیتے رہے۔

جب.........ادیان عالم میں انقلاب عظیم برپا ہوا
جب.........قلوب وارواح کی دنیا میں خزاں نا آشنا بہار آئی
جب.........نسل انسانی کو شرف و مجد کا اوج کمال نصیب ہوا

توحید والا کس نے کہا

ع ... عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں

ماہ ربیع الاول

حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم الانبیاء

حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ولادت مبارکہ، بعثت طیبہ ہجرت مقدسہ اور لقاء رفیق الاعلیٰ
کے ایمان پرور اور جہاں آراء عظیم واقعات کا مہینہ ہے

اے رسولِ امیں ﷺ، تجھ سا کوئی نہیں

کے زیر عنوان.........مولانا عبد الرشید انصاری
مدیر ماہنامہ نور علیٰ نور
کے قلم سے، عقیدت و حقیقت کا مرقع، جامع اور بلیغ مضمون

☆........بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نعتیہ اشعار
☆........محبوب الصلحاء حضرت سید شاہ نفیس الحسینی کی روح پرور نعت نبی
☆........پیش لفظ۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین شامزئی

۱۶ صفحات۔ جلی کتابت، بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر پانچ پمفلٹ منگوائیں

مساجد و مدارس میں مفت تقسیم

کے لئے ۱۵۰ روپے میں ایک ہزار، ۳۰۰ روپے میں ایک سو پمفلٹ طلب کریں

ناظم اشاعت

ماہنامہ نور علیٰ نور مسجد عائشہ صدیقہ سیکٹر 11-B نارتھ کراچی فون:6996518

ختم نبوت کانفرنس میر پور خاص:

میر پور خاص (رپورٹ: مفتی منیر احمد طارق)

مغربی ممالک کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت کرنا اور ان کی وجہ سے پاکستان پر پابندیاں عائد کرنے کی دھمکی دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ قادیانی استعمار کے آلہ کار اور قادیانیت ایک باطل مذہب ہے۔ قادیانی گروہ ان ممالک کی سرپرستی میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا' علامہ احمد میاں حمادی' مفتی منیر احمد طارق' مفتی حفیظ الرحمٰن' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا ابوطلحہ راشد مدنی اور مولانا طاہر مکی نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ اندرون سندھ قادیانی گروہ ہسپتالوں اور رفاہی کاموں کی آڑ میں عیسائی مشنری کے طریقہ کار کے مطابق خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کو امدادی اور تبلیغی گروپوں کے ذریعہ گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو ملکی آئین کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ اس لئے قادیانیوں کی ان سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر (اس وقت وہ زندہ تھا) نے پاکستانی شہری ہونے کے باوجود پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائیوں کو اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے اور وہ آئے دن اسلام' پاکستان اور پاکستانی مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کرنے کی پاداش میں مرزا طاہر کے خلاف مقدمہ قائم کیا جائے اور تحویل مجرمان کے معاہدہ کے تحت انہیں پاکستان واپس لاکر عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔ پاکستان اور دیگر ممالک جن میں قادیانی جماعت کی شاخیں قائم ہیں' وہ ممالک قادیانی جماعت کے مالی معاملات میں سنگین بے قاعدگیوں کی تحقیقات کرائیں۔ علماء کرام نے فلسطین' کشمیر' چیچنیا اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کے خلاف اسرائیل' ہندوستان اور دیگر ممالک کی حکومتوں کی جانب سے جاری مظالم کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کی مرضی کے مطابق حکومتیں قائم کی جائیں۔ علماء کرام نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر کے قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں کا تعاقب جاری رکھے گی۔

ختم نبوت کانفرنس کنری:

کنری (نمائندہ خصوصی) سقوط بغداد پر قادیانی خوشیاں منا رہے ہیں۔ قادیانیت پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر اور عالم اسلام کے لئے خصوصی طور پر خطرناک ناسور کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ قادیانیوں کی جانب سے نوکریوں' یورپ وامریکہ کے ویزوں اور دیگر ذرائع کے استعمال کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے تمام حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ مغرب اور امریکہ مالی امداد اور دیگر ذرائع سے قادیانیوں سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔ عالم اسلام کو سنجیدگی سے اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' مفتی منیر احمد طارق' مولانا خان محمد ربانی' مولانا عبدالستار آرائیں' مولانا امان اللہ اور دیگر نے کنری میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں کیا۔

ختم نبوت کانفرنس حیدر آباد:

حیدر آباد (رپورٹ: مولانا محمد نذر عثمانی)

قادیانیوں کی گمراہ کن سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مسلمان اسلام دشمن طاقتوں کے مدمقابل کمربستہ ہو جائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بزرگوں کے طریقے پر عمل پیرا ہے۔ اٹھنے والے فتنوں کے خلاف اس جماعت کی جدوجہد لائق تحسین ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۴/اپریل بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ' ہیرآباد' حیدر آباد میں منعقد ہوئی' جس میں جماعت ختم نبوت کی مرکزی قیادت نے شرکت فرما کر کارکنان ختم نبوت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ کانفرنس بعد نماز عشاء جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ کے نائب امام قاری ندیم احمد کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی' شہر حیدر آباد کے معروف نعت خواں ماسٹر حبیب احمد قادری' حافظ عبدالرحیم قریشی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرمائی' ابتدائی خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے کیا' انہوں نے قادیانیوں کے عقائد ونظریات اور عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالی' بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشر واشاعت مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ جماعت ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر بزرگوں کے طریقے پر عمل پیرا ہے اور کسی بھی مدعی مہدویت و نبوت کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے گی' جماعت ختم نبوت ملک کے کونے کونے میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے خلاف جماعت ختم نبوت کی جدوجہد سے عوام الناس کو آگاہ کیا' انہوں نے کہا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ تمام مسالک فتنہ قادیانیت کے خلاف اسی جذبہ سے عمل پیرا ہوں' جس طرح ۱۹۷۴ء میں اس فتنہ کے خلاف کام کیا گیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

عزیز الرحمٰن جالندھری کا خطاب کانفرنس کی جان تھا' مولانا عزیز الرحمٰن کی مدلل گفتگو کو سامعین نے از حد پسند کیا' حضرت جالندھری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری' مولانا احمد علی لاہوری اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ کا مشن تحفظ ختم نبوت تھا اور اس مشن کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان بزرگوں نے اپنی ساری زندگی گزار دی' انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت جماعت ختم نبوت کا مشن ہے اور انشاء اللہ ہم یہ کام مرتے دم تک کرتے رہیں گے' مولانا عزیز الرحمٰن نے جماعت ختم نبوت حیدرآباد کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی' ناظم اعلیٰ مولانا رب نواز جلال پوری' ناظم نشر و اشاعت مولانا جمیل الرحمٰن' خازن محمد اکرم قریشی' محمد عابد قریشی' محمد ناصر' مولانا سیف الرحمٰن آرائیں' مولانا قاری کامران احمد اور دیگر علماء کرام اور کارکنان کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے بھرپور کوششیں کیں' آخری خطاب جامعہ بنوریہ کے استاذ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن نے فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں ملک میں اٹھنے والے مختلف فتنوں پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قرب قیامت فتنے ایسے آئیں گے' جس طرح بارش برستی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان تمام فتنوں سے محفوظ رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا جائے اور دنیا کی کسی بھی طاقت سے دبنے کے بجائے کلمہ حق ادا کردینا چاہئے' انہوں نے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد لائق تحسین ہے' ملک میں اٹھنے والا 'فتنہ چاہے وہ قادیانیت' یوسف کذاب' گوہر شاہی' ذکری یا موجودہ مدعی مہدویت شمس الحسن زیدی کی شکل میں ہو' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کے خلاف اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے اور یہ عمل لائق تقلید ہے۔ کانفرنس کا اختتام رات ایک بجے ہوا' ختم نبوت کانفرنس کے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے انجام دیئے جبکہ جماعتی رفقاء کی مہمانداری کے فرائض قاری محمد رفیق اللہ' محمد عمران اور حافظ محمد وسیم عثمانی نے ادا کئے۔

اسلام اور قادیانیت کا بنیادی اختلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دعوے پر ہے کہ نعوذ باللہ وہ حضور ﷺ کا دوسرا جنم ہے

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی اور علامہ احمد میاں حمادی اندرون سندھ کے ایک ہفتہ کے دورے کے اختتام پر کراچی پہنچے جہاں انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماؤں مفتی محمد جمیل خان' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' محمد انور سمیت دیگر کارکنان سے ملاقاتیں کیں۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ اسلام اور قادیانیت کا بنیادی اختلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دعوے پر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم ہے۔ (نعوذ باللہ) قادیانیوں پر مظالم کے جھوٹے پروپیگنڈے نے ملکی ساکھ کو بین الاقوامی سطح پر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ توہین رسالت کا قانون آج تک صرف ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہی استعمال کیا گیا ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ سرکاری سطح پر امریکی حکومت پر واضح کرے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوتا بلکہ قادیانی سول بیوروکریسی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ حکومت پاکستان کو مطالبہ کرنا چاہئے کہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ پاکستان کے بارے میں اپنی حالیہ رپورٹ کی آئندہ تصحیح کرے اور قادیانیوں پر مظالم اور توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کے تذکرے کو اس رپورٹ سے حذف کرکے اس کی بجائے اصل صورتحال واضح کرے۔ واشنگٹن میں قائم پاکستانی سفارتخانے کو قادیانی پروپیگنڈے کے اثرات کو کم کرنے کے لئے آگے آنا چاہئے اور امریکی کانگریس کے ممبران اور سینیٹرز سے ملاقاتیں کرکے ان پر زور دینا چاہئے کہ وہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے مطالبہ کریں کہ وہ پاکستان کے بارے میں غلط رپورٹوں کی اشاعت سے گریز کرے اور حقائق پر مبنی رپورٹیں شائع کرے۔

قصور میں ۲۵ عیسائیوں کا قبول اسلام

قصور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور دیگر مسلمانوں کی محنت سے قصور کے قریبی گاؤں شیخ بھاگو میں ۲۵ افراد نے اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر ان کے نام اسلامی رکھے گئے۔ دریں اثنا ۲۰/ اپریل بروز اتوار کو جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن قصور میں امیر مجلس تحفظ ختم نبوت قصور قاری مشتاق احمد رحیمی کی صدارت میں اجلاس منعقد ہوا جس میں حکیم عطاء اللہ' قاری محمد طاہر' میاں معصوم انصاری' اللہ دتہ مجاہد' محمد احمد قادری' محمد زمان قادری' قاری سیف اللہ رحیمی' مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد' قاری فیاض احمد' فیض رسول حیدری' سید مشتاق احمد شاہ' قاری نوید الرحمٰن' حافظ تنویر الحق اور دیگر حضرات شریک ہوئے۔ اجلاس میں نومسلموں کے لئے دین پر استقامت کی دعا کی گئی۔

اے رسولِ امیں خاتم المرسلینﷺ

حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سے کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سے کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریش کے درثمیں، تجھ سے کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سے کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سے کوئی نہیں، تجھ سے کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سے کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہ گزر میں تری، "قاب قوسین" گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زُلف تاباں حسیں رات معراج کی
"لیلۃ القدر" تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ" مجتبیٰ" تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے وہ کہ میں جس کو تجھ سا لکھوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوّۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنایئے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے